نمل (نمرہ احمد)

قسط نمبر 19:

"حقِ دفاع از خویشتن"

ایک قانون ایسا ہے
جو نہیں ہے کہیں لکھا ہوا
مگر نقش ہے ہمارے دلوں پر!
وہ قانون جو ہمیں نہیں ملا
تربیت، رواج یا کتابوں سے،
بلکہ اس کو اخذ اور جذب کیا ہے ہم نے
عین فطرت سے!
وہ قانون جو ہم تک نہیں پہنچا تھیوری سے
بلکہ پہنچا ہے عمل سے۔
ہمیں نہیں دیا گیا وہ احکام کے ذریعے
بلکہ سیکھا ہے ہم نے اسے الہام کے ذریعے!
میں بات کر رہا ہوں اس قانون کی
جو کہتا ہے کہ
اگر ہماری جان کو خطرہ لاحق ہو
سازشوں سے،
تشدد سے،
مسلح حملہ آوروں سے،
یا دشمنوں سے،

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

تو کوئی بھی طریقہ

اور ہر طریقہ جو ہم استعمال کریں

اپنے دفاع کے لیے

وہ ہوتا ہے اخلاقی طور پہ

درست اور جائز!

(Marcus Tullius Cicero)

جیل کے احاطے میں صبح کی دھند پھیلی تھی۔ قیدی بیدار ہوئے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ ایسے میں وہ اپنے میٹرس کے کنارے چپ چاپ اکڑوں بیٹھا تھا۔ جینز کے اوپر سفید کرتا پہنے، دو دن کی بڑھی شیو والے چہرے کے ساتھ، خاموش آنکھوں کو ہاتھوں پہ جمائے بیٹھا، وہ انگلیوں پہ مسلسل ربڑ بینڈ لپیٹ رہا تھا۔ آنکھوں میں گہری مایوسی مگر صبر بسا تھا۔ دفعتاً کوئی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا ساتھ آ بیٹھا۔ فارس نے چونکے بنا ذرا سی گردن موڑی۔ وہ سکھوں کی سی داڑھی مونچھ والا آتش تھا۔ مسکرا کر اس کو کہنے لگا۔

''پریشان ہو غازی!''

''نہ ہوں؟'' اس نے بےزاری سے سر جھٹکا۔

''تو باہر چلا جائے گا یار' فکر نہ کر۔ وہ کیا لکھا ہوتا ہوتا ہے قانون کی کتابوں میں؟ ملزم قانون کی پسندیدہ اولاد ہوتا ہے۔ قانون میں سارے فائدے اسی کو ملتے ہیں۔'' اس نے مسکرا کر ناک سے مکھی اڑائی۔ فارس نے جواب نہیں دیا۔ ربڑ بینڈ کو تیزی سے انگلیوں پہ باندھتا' کھولتا رہا۔

''ایک زمانے میں تو بہت نمازیں پڑھتا تھا غازی۔''

''اب بھی پڑھتا ہوں۔ کچھ دن پڑھی۔ کچھ دن چھوڑ دی۔'' کندھے جھٹک کر کہتے، اس کی نگاہیں ربڑ بینڈ پہ جمی تھیں۔

''عادت کیوں نہیں بناتا؟''

''نہیں بنتی۔ کچھ دن دل زندہ رہتا ہے۔ پھر ہفتے گزر جاتے ہیں اور میں مردہ دل لیے پھرتا ہوں۔'' استہزائیہ سر جھٹک کر اب وہ تیز تیز بینڈ کو انگلیوں پہ لپیٹ رہا تھا۔

''میں بھی عید کے عید پڑھتا ہوں ویسے تو نماز لیکن...'' آتش کھنکھار کر اس کے قریب ٹیک لگا کر بیٹھا اور سوچتی نظروں سے چھت کو دیکھنے لگا۔ ''ایمان میرا مضبوط ہے۔ پہلے دن کی طرح۔''

فارس نے اس بات پہ تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔ ''دیکھو کون کہہ رہا ہے۔'' آتش اور آتش کی تاریخ سے کون نہیں واقف تھا، مگر وہ قصہ تم پھر کبھی سنو گے۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''سچ کہہ رہا ہوں۔ تیرا ایمان خدا پہ کمزور ہے۔''

''مجھے اب یقین نہیں آتا آتش کہ کوئی خدا ہے بھی یا نہیں۔'' وہ سنجیدگی سے انگلی پہ بل در بل لپیٹتے بولا تھا۔ انگلی کسی گئی تھی۔ خون رک گیا تھا۔ آدھی انگلی سرخ اور آدھی سفید پڑنے لگی تھی۔

''ہیں؟'' وہ چونکا۔

''اگر خدا ہوتا تو کوئی میرے بھائی کو یوں قتل نہ کرتا، میری بے گناہ بیوی کو نہ مارتا۔ میرے چار سال جیل میں ضائع نہ ہوتے۔ مجھے اب یقین نہیں رہا کہ کوئی خدا ہے بھی یا یہ صرف لوگوں کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے بنائے گئے مذاہب ہیں۔'' وہ تلخی سے بول رہا تھا۔ آتش نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ جس کا ڈر تھا وہ قریب میں ہی بیٹھا تھا۔ ''مولوی''۔ وہ داڑھی والا نوجوان جو چھے ماہ سے ادھر قید تھا، وہیں بیٹھا سنجیدگی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ آتش داڑھی کھجاتے ہوئے اس کے قریب کھسکا۔

''آہستہ بول۔ نیا جھگڑا شروع ہو جائے گا۔''

اس بات پہ فارس نے نظر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا اور اس نوجوان کو اپنی طرف متوجہ پایا۔

''ہاں بھئی، کوئی مسئلہ ہے تمہیں؟'' تیوری چڑھا کر وہ اسے گھور کر بولا تھا۔ اس نوجوان نے گہری سانس لی۔

''پرانی کہانی ہے، مگر سنا دیتا ہوں۔ ایک مومن شخص ایک حجام کے پاس بال بنوانے آیا تو...'' وہ متوازن لہجے میں، فارس کی آنکھوں سے نگاہیں ہٹائے بغیر کہنے لگا۔ ''تو حجام نے اس سے کہا، مجھے نہیں یقین کہ کوئی خدا وجود رکھتا ہے، اگر وہ ہوتا تو اتنے بھوکے بیمار، اور دکھی لوگ ایسے بے بسی کی زندگی نہ گزار رہے ہوتے۔ مومن سن کر چپ رہا لیکن جب وہ باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ گلی میں چند نشئی پھر رہے ہیں۔ بے تحاشا بڑھی ہوئی داڑھی مونچھ اور الجھے گندے بالوں والے لوگ۔ وہ فوراً اندر واپس آیا اور حجام سے بولا۔ ''میرا نہیں خیال کہ اس دنیا میں کوئی حجام ہے۔'' حجام نے حیرت سے پوچھا۔ ''مجھ سے بال بنوانے کے باوجود بھی تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو؟'' تو مومن آدمی نے کہا، اگر کوئی حجام ہوتا تو گلی میں گندے بالوں اور بڑھی ہوئی شیو والے لوگ نہ پھر رہے ہوتے۔ اس بات پہ حجام نے کہا...'' نوجوان سانس لینے کو رکا۔ ''کہ وہ لوگ اس لیے اس حال میں نہیں ہیں کہ اس شہر میں کوئی حجام نہیں ہے، بلکہ وہ اس حالت میں اس لیے ہیں کیونکہ...وہ میرے پاس نہیں آتے۔'' متانت سے بات مکمل کر کے نوجوان اٹھ گیا۔ آتش کھسیانا سا ہنسا۔

''یہ مولوی بڑی سیانی باتیں کرتا ہے۔'' مگر فارس نہیں ہنسا۔ خاموش، سپاٹ نظروں سے اپنی آدھی سرخ، آدھی سفید انگلی کو دیکھتے ہوئے اس نے ربڑ بینڈ زور سے کھینچ کر توڑ دیا۔ انگلی آزاد ہو گئی۔ خون کا راستہ کھل گیا۔ وہ اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ دکھ ہے اس کا کوئی ایک ڈھب تو ہوتا نہیں

ابھی اللہ ہی رہا تھا کہ جی ٹھہر بھی گیا

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

وہ ایک دھند میں لپٹی اتوار کی صبح تھی۔ جہاں شہر ابھی تک سستی اور نیند میں ڈوبا تھا' وہاں قصرِ کاردار اندر سے سینٹرلی ہیٹنگ سسٹم کی گرمائش میں بسا' مکمل طور پہ بیدار تھا۔ ملازم مستعدی سے ادھر ادھر پھرتے کام نپٹا رہے تھے۔ کنٹرول روم میں احمر کافی کے مگ سے گھونٹ بھرتا' کمپیوٹر پہ کھٹا کھٹ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ جینز پہ ہلکا سویٹر پہنے' ہیٹر کے باوجود ناک سرخ ہو رہی تھی۔ ہاشم اپنے کمرے میں صوفے پہ نیم دراز' پیر میز پہ رکھے' ساتھ بیٹھی سونیا سے مسکرا کر کچھ کہہ رہا تھا اور وہ تیز تیز بولتی چمکتی آنکھوں سے اسے کوئی قصہ سنا رہی تھی۔

ایسے میں نوشیرواں کے کمرے میں بستر خالی تھا۔ لحاف آدھا بیڈ پہ' آدھا زمین پہ لٹک رہا تھا۔ عرصہ ہوا وہ دیر سے اٹھنا چھوڑ چکا تھا۔ نیند اب ویسے مہربان نہیں ہوتی تھی۔ وہ الماری کے سامنے زمین پہ چوکڑی ڈال کر بیٹھا تھا' اور گھٹنوں پہ فوٹو البم کھولے' آہستہ آہستہ صفحے پلٹ رہا تھا۔ رف سے ٹراوزر اور نیلی ٹی شرٹ میں ملبوس اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور چہرے پہ ویرانی تھی۔

وہ ہاشم کے ولیمے کی تصویریں تھیں۔ سفید لباس میں دلہن بنی شہری کو دیکھ کر دل میں کوئی جذبہ نہ جاگا۔ دفعتاً ایک تصویر پہ وہ رکا۔ آنکھیں سکڑیں۔ وہ اور نگزیب کے گلے لگ رہا تھا۔ فوٹوگرافر نے ایک ایک لمحہ گویا عکسبند کیا تھا۔ اورنگزیب قدرے حیران تھے' اور شیرو کی آنکھیں نم تھی۔ اوپر ریلنگ پہ ہاتھ رکھے جواہرات اور سعدی کھڑے تھے۔ جواہرات کا سرخ لباس... وہ اس سرخ رنگ میں اٹک گیا۔ ایک دم جیسے سرخ پانی سا سعدی کے اوپر بہنے لگا... پھر اورنگزیب کے اوپر... شیرو کے ہاتھ تک سرخ مائع سے بھیگتے گئے۔

اس نے البم پھینکا اور تیزی سے ہاتھ جھاڑے۔ وہ صاف تھے۔ البم صاف تھی۔ کوئی خون نہیں' کوئی نمی نہیں۔ وہ آنکھیں مسلتا آہستہ سے بیڈ کی طرف واپس آیا اور بیٹھتے ہوئے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ پھر موبائل اٹھایا اور فیس بک انباکس کھول کر' علیشا ربیکا کاردار'' کو کلک کیا۔

''سو رہی ہو؟'' (جانتا تھا اس کی رات گہری ہوگی۔)

''نہیں۔ پڑھائی کر رہی تھی۔'' وہ کچھ دیر ٹھہری۔ ''تم کیا کر رہے ہو؟''

''میں ڈیڈ کی پرانی تصاویر دیکھ رہا تھا۔ تمہیں وہ یاد نہیں آتے علیشا؟''

''میرا ان سے کبھی کوئی قلبی تعلق نہیں تھا۔''

شیرو کا دل بری طرح دکھا۔ وہ خاموشی سے اسکرین کو دیکھے گیا۔ کچھ دیر بعد علیشا کا پیغام چمکا۔ ''میں اندر سے ہمیشہ ان کی توجہ کی طلب گار رہی ہوں۔ اکثر خواب میں دیکھتی ہوں کہ وہ زندہ ہو گئے ہیں' اور وہ جوان کے مرنے کی خبر سنی تھی' وہ جھوٹ تھی۔''

''میں بھی!'' اس نے لکھتے ہوئے کرب سے آنکھیں بند کیں۔ پھر کچھ دیر سوچتا رہا۔

''کدھر گئے؟ اگر بات یونہی ادھوری چھوڑ دینی ہوتی ہے ہر رات تو مجھے میسج کیوں کرتے ہو؟'' وہ خفا ہوئی تھی۔

''میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ تمہارا حق ہے کہ تم جانو!'' ایک فیصلہ کر کے وہ لکھ رہا تھا.....

شیرو کے کمرے کی کھڑکی سے باہر جھانکو تو سامنے دھند لکوں کے پار انیکسی کھڑی تھی۔ فارس کے کمرے کی کھڑکی سے ٹیک لگائے حنین فرش پہ بیٹھی تھی۔ چھوٹا کمبل اپنے اوپر پھیلائے' مونگ پھلی کھاتے ہوئے لیپ ٹاپ گود میں رکھے' آج عرصے بعد وہ فراغت سے بیٹھی

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

دکھائی دے رہی تھی۔(نیچے امی اور صداقت نے کچن سنبھال رکھا تھا۔صداقت بیوی کو فی الحال گاؤں چھوڑ کر ادھر آ گیا تھا۔)

حنین کے قریب زمر کرسی پہ ٹیک لگا کر بیٹھی، قلم لبوں میں دبائے سوچ میں گم تھی۔اس کے کھلے گھنگریالے بال کرسی کی پشت سے نیچے گر رہے تھے، اور چھت پہ جمی آنکھوں میں الجھن سی تھی۔

''یہ اتفاق نہیں ہو سکتا۔'' ایک نیج پہ پہنچ کر اس نے چہرہ سیدھا کیا اور کرسی حنہ کی طرف گھمائی۔

''ہوں!'' حنہ نے بغیر غور سے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

''قمر الدین کا قتل اس رات نہیں ہوا۔خاور کو جب علم ہوا کہ فارس اس رات کچھ کر چکا ہے تو اس نے اگلی صبح قمر الدین کو مروایا، اور ڈاکٹر اور گواہوں کو خرید کر موت کا وقت بدل دیا۔لاش تو اگلی دوپہر ہی ملی تھی نا۔تم کیا کر رہی ہو؟'' آخر میں الجھ کر ابرو بھینچے۔جواب نہ آیا تو وہ اٹھی اور حنہ کے ساتھ نیچے کارپٹ پہ بیٹھی۔

''نوشیرواں۔علیشا....؟ یہ کیا ہے؟'' اس نے چونک کر حنہ کا چہرہ دیکھا۔

''وہ۔میں نے شیرو بھائی کا اکاؤنٹ Phishing کے ذریعے ہیک کیا ہے..اور..اب اس لوزر کے میسج پڑھ رہی ہوں!'' پھر زمر کے تاثرات دیکھے۔''ایسے مت دیکھیں، ان کا علیشا سے رابطہ بحال ہو گیا ہے، مجھے وجہ جاننی ہے!''

''حنین ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم کارداروں کے نیٹ ورک کو نہیں چھیڑیں گے۔'' زمر سنجیدہ تھی۔

''مگر اب خاور نہیں ہے، تو ڈر کس کا؟'' زمر بہت کچھ کہنے لگی تھی پھر گردن موڑ کر دھند میں ڈوبے قصر کو دیکھا۔''ویسے یہ خاور گیا کہاں؟ عرصے سے نظر نہیں آیا۔'' خاور کا ذکر کرتے ہوئے اس کی ٹون سرد ہو جاتی تھی، جیسے ہاشم کے لیے ہوتی تھی۔سرد اور بے رحم۔مگر اسے ان لوگوں سے وہ نفرت نہیں محسوس ہوتی تھی جو فارس غازی سے ایک زمانے میں ہوا کرتی تھی۔وہ اس کے اپنے نہیں تھے۔وہ غیر تھے اور فارس سب کچھ تھا، وہ بس غیر نہیں تھا۔

''اوہ گاڈ! یہ پڑھیں۔'' حنین تیزی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔زمر چونک کر اسکرین کو دیکھنے لگی۔

نوشیرواں: ''تمہارا حق ہے کہ تم یہ بات جانو۔''

علیشا: ''کیا؟''

نوشیرواں: ''ڈیڈ...ہمارے ڈیڈ کو...قتل کیا گیا تھا۔'' (زمر کے ابرو تعجب سے اٹھے۔حنہ ہکا بکا تھی۔)

علیشا: ''واٹ؟ مگر...کیسے؟ ہاشم نے تو کہا تھا کہ ان کی موت باتھ روم میں گرنے کے باعث ہوئی تھی۔''

نوشیرواں: ''ہم سب کو بھی ابھی پتہ چلا ہے۔ان فیکٹ دو ماہ پہلے۔''

علیشا: ''کیا معلوم ہوا ہے؟ کس نے قتل کیا ہے ان کو؟''

نوشیرواں: ''ہمارے ہی سیکیورٹی چیف نے۔'' (حنہ نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔)

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اسی پل بجلی چلی گئی اور وائی فائی آف ہو گیا۔ پیغامات کا راستہ رک گیا۔ حنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ "وہ سب سے اچھے کاردار تھے۔ میرا بہت خیال کرتے تھے! بہت زیادہ۔"

زمر نے ہلکی سی جھرجھری لی۔ "سیکیورٹی چیف یعنی خاور نے؟"

حنہ نے ناک سکوڑ کر آنکھیں رگڑیں۔ "دوسروں کے ساتھ جو کرتے تھے' وہ خود اپنے ساتھ بھی ہو گیا۔ اسی لئے انہوں نے خاور کو نکال دیا۔"

مگر زمر بے چین ہو گئی تھی۔ خاور بھلا کیسے..؟

"یہ دنیا کتنی کریزی ہے؟ اوہ جنین.. تمہارا کیا ہو گا؟" حنہ بڑبڑاتے ہوئے چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ زمر نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی اورنگزیب صاحب سے ایک ذہنی وابستگی تھی اور اب وہ ڈسٹرب نظر آ رہی تھی۔ مگر زمر کو اس بات کو ہضم کرنے کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا۔ خاور ایسا کیسے...؟ اور وہ کہاں گیا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمام عمر تعلق سے منحرف بھی رہے

تمام عمر اسی کو مگر بچایا ہے

ہارون عبید کی رہائشگاہ پہ بھی اتوار کا خمار چھایا تھا۔ پرتعیش فرنیچر سے آراستہ لاؤنج خاموش پڑا تھا۔ سیڑھیوں کے اوپر.....کمروں کے سامنے بنے فرش پہ آبدار کلائی پہ گھڑی باندھتی چلتی آ رہی تھی۔ زرد لباس پہ سرخ اسکارف چہرے کے گرد لپیٹے' وہ ابرو اکٹھے کیے قدرے خفا لگتی تھی۔

دفعتاً اسٹڈی کے سامنے وہ ٹھٹھک کر رکی۔ اچنبھے سے دروازے کو دیکھا جو ذرا سا کھلا تھا۔ اندر سے مدھم باتوں کی آواز آ رہی تھی۔

آبی خاموشی سے دروازے کے قریب آئی اور درز سے اندر جھانکا۔ اسٹڈی ٹیبل کی کرسی پہ بیٹھے ہارون کی پشت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سامنے کھڑے حبشی صورت فصیح سے مخاطب تھے اور فصیح اس طرح کھڑا تھا کہ آبی کے بالکل سامنے تھا۔ اس نے نظر اٹھا کر درز میں سے جھانکتی آبی کو دیکھا اور پھر بنا کسی تاثر کو چہرے پہ لائے ہارون سے کہنے لگا۔

"میں کام کی بات کی طرف آتا ہوں۔" آواز ذرا بلند کر لی۔ وہ جیسے آبی کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

"مسز جواہرات چاہتی ہیں کہ میں خاور اور سعدی یوسف' دونوں کو قتل کر دوں ایسے جیسے سعدی کو خاور نے قتل کر کے خودکشی کر لی ہو۔ ہاشم کو علم نہ ہو' کیونکہ ان کی اس لڑکے کے ساتھ ایموشنل اٹیچ منٹ ہے۔"

"ہوں!" انہوں نے ہنکارا بھرا۔ "کچھ معلوم ہوا کہ خاور کو کیوں قید کیا گیا ہے؟"

آبی نے سانس روک کے چہرہ مزید آگے کر لیا۔ (ہامان؟)

"نہیں سر۔ اس نے رقم میں غبن کیا ہے' یہی بتایا تھا ہاشم صاحب نے۔ اس سے تفتیش کرنے صرف رئیس جاتا ہے۔ میرے بندے اندر

Nemrah Ahmed: Official

#TeamNAO

Reading Session

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہونے والی گفتگو سے لاعلم ہیں۔"

آبی الجھن سے لب کاٹنے لگی۔ (سعدی نے کیسے؟)

"اور مسز کاردار چاہتی ہیں کہ ہم ان دونوں کو ختم کروا دیں؟"

"جی سر' کیونکہ لڑکا بے کار ہے' اس پہ اتنا پیسہ خرچ کرنے کا فائدہ نہیں۔ اور رہا خاور تو ہم دو ماہ سے اس پہ بھی خرچہ کیے جا رہے ہیں۔ ہاشم کاردار کے پاس اپنی کتنی ہی جیلیں ہیں۔ مگر نہیں' وہ چاہتے ہیں کہ صرف ہمارا پیسہ لگے۔" فصیح شدید ناخوش تھا۔

"ہوں! تو پھر ٹھیک ہے۔" وہ فیصلہ کر چکے تھے۔ گہری سانس لے کر کہنے لگے۔ "تم ان دونوں کو ختم کر دو۔ مگر آرام سے اور احتیاط سے۔ ہاشم کو نہیں پتہ چلنا چاہیے۔ مسز کاردار کو ہماری مدد چاہیے تو ہم ان کی مدد کریں گے!"

آبی نے دکھ سے باپ کے سر کی پشت کو دیکھا اور پھر پرے ہٹ گئی۔

چند لمحوں بعد وہ لاؤنج کی سیڑھیاں اتر رہی تھی جب فصیح پیچھے سے چلتا آیا۔

"میم!" آبی مڑی اور ایک چبھتی ہوئی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"آپ کیا کہتی ہیں؟" آبی نے گہری سانس لے کر شانے اچکائے۔

"وہی جو تب کہا تھا جب تم نے بتایا تھا کہ مسز کاردار نے راز داری سے تمہیں اپنے آفس بلایا ہے۔ میں نیوٹرل ہوں۔ جو تمہیں کہا جا رہا ہے' تم وہی کرو۔"

"اوکے!" اس نے سر کو خم دیا۔

"مگر کیا تم نے وہ کیا ہے جو میں نے تمہیں کرنے کو کہا تھا؟"

فصیح نے سر ہلا کر اپنی ٹائی پہ لگی ٹائی پن اتاری' جو اندر کی طرف سے ننھے یو ایس بی پلگ جیسی تھی' اور جیب سے دوسرا ٹکڑا نکال کر اس کے ساتھ جوڑا۔

"مسز کاردار کا پورا حکم بمع ان کی ویڈیو ریکارڈ ہو چکا ہے۔ چونکہ ملاقات خفیہ تھی' اسی لئے مجھے سیکیورٹی پروٹوکول سے نہیں گزرنا پڑا' اگر گزرنا تب بھی میں یہ کام کر لیتا۔" ادب سے اطلاع دی۔ ریڈ رائیڈنگ ہڈ نے اس ٹائی پن کیمرے کو ہاتھ میں لے کر دیکھا' پھر پرسوچ مگر گہری نظر فصیح پہ ڈالی۔

"کیا اس کو معلوم ہے کہ فارس غازی جیل میں ہے؟"

"نہیں ہاشم کاردار نے یہ خبر اس سے چھپانے کا حکم دیا ہے۔"

"اوکے!" وہ مسکرا کر زینے اترنے لگی۔ "ہاشم کے احکامات مجھ پہ لاگو نہیں ہوتے۔ یہ بات میں اسے خود بتا دوں گی۔"

"آپ؟" وہ حیران ہوا۔ "آپ نے دوبارہ اس سے کیوں ملنا ہے؟"

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

"کیا مطلب کیوں ملنا ہے؟ میں تم لوگوں کو وکیل کا نام دوں گی' بدلے میں وہ مجھے انٹرویو دے گا۔ یہی ڈیل ہوئی تھی نا ہماری؟ اس نے وکیل کا نام میرے کہنے پہ دے دیا ہے' مگر میرا انٹرویو ابھی ادھار ہے۔ میں کچھ کام مکمل کرلوں' پھر اس کے پاس جاؤں گی۔ تب تک اس کی موت کو ٹالے رکھنا۔" ایک مٹھی میں ٹائی پن دبا لی اور دوسرے ہاتھ سے کسی شاہزادی کی طرح اسے جانے کا اشارہ کیا۔ تخلیہ۔ اور وہ سر کو جھکا کر خم دیتا نیچے زینے اترتا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سحر ہوئی تو مرے گھر کو راکھ کر دے گا

وہ اک چراغ جسے رات بھر بچایا ہے

کمرے میں نیم اندھیرا سا تھا۔ مدھم نائٹ بلب جل رہا تھا' اور سعدی آنکھوں پہ بازو رکھے بستر پہ لیٹا تھا۔ اسٹڈی ٹیبل پہ کاغذوں کے پلندے عجیب بے ترتیبی پھیلائے دکھائی دیتے تھے۔ دفعتاً دروازہ بجا۔ وہ آنکھوں سے بازو ہٹائے بنا خفگی سے اونچا سا بولا۔ "میں نے منع کیا ہے نا میری کہ مجھے ناشتہ نہیں کرنا۔ جان چھوڑ دو اب!" مگر دروازہ آہستہ سے کھل گیا اور پھر بند بھی ہو گیا۔ سعدی نے بازو ہٹایا اور اندھیرے میں پلکیں جھپکا کر دیکھا۔

چوکھٹ میں خاور کھڑا تھا۔ سعدی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ خاور دو قدم قریب آیا تو چہرہ واضح ہوا۔ نیلوں نیل، زخمی چہرے اور سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ اسے گھور رہا تھا۔

"تم ادھر کیسے؟" وہ بے اختیار چوکنا سا ایک قدم پیچھے ہٹا۔ گھٹنوں کی پشت بیڈ سے ٹکرائی۔

"مجھے اس کمپاؤنڈ میں کھلا پھرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ زنجیریں بھی کھول دی گئی ہیں۔ آج زخموں پہ مرہم بھی لگایا گیا ہے' اور اچھا کھانا بھی ملا ہے۔" مونچھوں تلے اس کے ہونٹ ہلتے ہوئے محسوس بھی نہ ہوتے تھے اور آنکھیں سرخ انگارہ سی سعدی پہ گڑی تھیں۔

"گڈ! یعنی ہاشم کو تمہاری بے گناہی کا احساس ہو گیا اور اب تم رہا کر دیے جاؤ گے؟" وہ محتاط سا مزید دائیں طرف سرکا۔

"ڈرو نہیں بچے۔ میں تمہاری جان نہیں لوں گا۔ یہ کام ہارون عبید کے آدمی کر دیں گے۔"

"دیکھو اگر تو یہ تمہاری کوئی گیم ہے' تو میں..."

"غور سے سنو' بے وقوف!" وہ آگے آیا اور اس کا کالر پکڑ کر اس کو جھٹکا دیا۔ "یہ ہم دونوں کو مارنے والے ہیں۔ میرا یہاں رہنا بے سود ہے' اور تمہیں یہاں مرنے دیا تو میری گواہی کون دے گا؟"

"ہاشم مجھے کبھی نہیں مارے گا۔" اس نے ناگواری سے کالر چھڑایا۔

"ہا!" وہ ہنسا۔ "ہاشم کا یہاں صرف ایک وفادار آدمی تھا.... میں! ...تمہارا شکریہ' اب یہاں ہاشم کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس لیے ...جس مقصد کے لیے تم نے مجھے اندر کروایا ہے، میں وہ پورا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میرے ساتھ بھاگو گے یہاں سے؟"

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اچھا؟ تو تمہاری لاش کہاں ہے۔ جس کے اوپر سے گزر کر تم نے میری مدد کرنا تھی؟'' سعدی نے ادھر ادھر دیکھ کر جیسے کچھ تلاش کرنا چاہا۔ پھر طنزیہ سر جھٹکا۔ ''میری آفر ایکسپائر ہو چکی ہے، خاور۔''

''تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے نا۔'' خاور قریبی دیوار سے ٹیک لگائے اس کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

''اور کیوں کروں میں بھروسہ؟ راتوں رات تم اتنے اچھے ہو گئے کہ میری جان بچانا چاہتے ہو؟''

''نہ میں اچھا ہوا ہوں' نہ تمہاری جان بچانا چاہتا ہوں۔ نہ میں ہاشم کا ردار کی طرح لفظوں کے ہیر پھیر میں اچھا ہوں۔ میں نے اتنے سال ہاشم سے بھی صرف صاف باتیں ہی کہیں ہیں' صاف اور کھری۔ اس لئے تمہیں بھی اپنا پلان کھرا کھرا بتا دیتا ہوں۔'' جذبات سے عاری آواز میں وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں تمہیں لے کر ہاشم کے پاس جاؤں گا' تم میرے حق میں گواہی دو گے' اصل قاتل کا نام بتاؤ گے' اور پھر میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔''

''واؤ۔'' سعدی کے ابرو ستائش سے اٹھے۔ ''مطلب کہ مجھے آخر میں مرنا ہی ہے تو میں یہاں کیوں نہ مروں؟''

''کیونکہ میرے ساتھ تم آزاد ہو گے' تمہارے پاس ایک فیصد چانس ہو گا مجھ سے پیچھا چھڑا کر بھاگنے کا۔ تم یقیناً چانس لینا چاہو گے۔''

''اب مجھے تم سے امید نہیں رہی۔ ہامان کو سولی تک لانا بے سود تھا۔'' کرسی کھینچ کر بیٹھا اور لیمپ جلایا۔ کمرہ اچھا خاصا روشن ہو گیا۔ اب وہ منہ میں کچھ بڑبڑاتے اپنے کاغذ ترتیب سے رکھ رہا تھا۔

''میں نے ہاشم کو کبھی ڈاکٹر سارہ کے بارے میں نہیں بتایا۔''

سعدی کے ہاتھ ایک دم منجمد ہوئے۔ رگوں میں خون بھی جم گیا۔ اس نے چونک کر خاور کو دیکھا۔ وہ انہی سرد تاثرات کے ساتھ کھڑا تھا۔

''کیا مطلب؟'' سعدی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

''اس رات جب نوشیرواں نے تم پہ حملہ کیا تھا تو تم ڈاکٹر سارہ کے ساتھ تھے۔ تم نے میسج ڈیلیٹ کر دیئے تو کیا ہوا؟ میں خاور ہوں۔ کرنل خاور مظاہر حیات۔ تمہارے میسجز ری کور کرنا میرے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ اسی رات میں نے تمہارا واٹس ایپ دوبارہ کھولا اور سب ری کور کر لیا۔ مگر ہاشم کو نہیں بتایا۔''

سعدی نے ہلکے سے شانے اچکائے۔ ''مگر تم غلطی کر گئے ہو۔ میں نے ڈاکٹر سارہ کو بلایا ضرور تھا مگر وہ نہیں آسکی تھیں۔''

''تم اب پہلے سے بہتر جھوٹ بول لیتے ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا' تم اپنی معصومیت کھوتے جا رہے ہو۔ سارہ نہ صرف وہاں آئی تھی بلکہ اسی نے پولیس کو بلایا تھا۔ پریشان نہ ہو' میں نے ہاشم کو نہیں بتایا' نہ بتاؤں گا۔''

سعدی بے بسی بھری غصیلی نگاہوں سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ اسے سمجھ نہیں آیا وہ اب کیا کہے۔

''اس لئے نہیں کہ میں ہاشم کے ساتھ مخلص نہیں تھا۔ بلکہ دو وجوہات تھیں۔ پہلی، سارہ کبھی گواہی نہ دیتی۔ وہ خطرہ نہیں تھی۔ پھر بھی میں ایک روز اس سے ملا تھا۔ تمہاری گمشدگی کے تیسرے روز۔ اور میں نے اس کو اتنے اچھے طریقے سے دھمکایا (سعدی کی مٹھیاں بھینچیں' چہرہ سرخ

Nemrah Ahmed: Official
Reading Section
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہوا) اور یہ کہا کہ سعدی مر چکا ہے' اور اس کو اس کی بچیوں کی دھمکی بھی دی' ساتھ یہ تسلی بھی دی کہ ہاشم کو نہیں بتاؤں گا اس کا نام.... کہ وہ کسی کو کچھ بھی بتانے کے قابل نہیں رہی۔ مجھے یقین ہے اس نے مجھ سے ملاقات کا تذکرہ اپنے فرشتوں سے بھی نہیں کیا ہوگا۔" پھر گہری سانس لی۔ "دوسری وجہ! میں چاہتا تھا ہاشم تمہیں مار دے' یوں ہر گواہ ختم ہو جاتا' لیکن اگر ہاشم کو یہ پتہ چلتا کہ ایک گواہ اور بھی ہے تو تمہیں مارنے کا فائدہ نہ ہوتا' اور وہ تمہیں چھوڑ دیتا۔ دونوں گواہوں کو ایک ساتھ مارنا دانشمندی نہ تھی' ویسے بھی تم جو بھی سمجھو مجھے' میں ایک کمزور' بے قصور عورت کو مارنے کے حق میں نہیں ہوں..... مجھے ایسے مت دیکھو۔ فارس کی بیوی نے ہماری باتیں سنی تھیں' اس کا قصور تھا' اور ڈی اے کو بھی تو ہر معاملے میں ٹانگ اڑانے کی عادت ہے' بے قصور وہ بھی نہیں تھی سو....."

سعدی پھر کر آگے بڑھا اور ایک مکا رکھ کر اس کو لگایا' مگر خاور پھرتی سے بائیں طرف کو ہوا' سعدی کا مکا دیوار پہ لگا' اس سے پہلے کہ وہ مڑتا' خاور نے کمال تیزی سے اس کے دونوں بازو پیچھے مروڑ کر اس کو دیوار سے لگایا اور اس کے کان میں غرایا۔

"تمہیں لڑنا نہیں آتا۔ تمہیں باتوں کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ ادھر مرنا ہے تو مرو۔ میں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ ڈھونڈ لوں گا۔ لیکن اگر میرے ساتھ آنا ہے تو دو دن کے اندر اندر مجھے بتاؤ۔ میری آفر محدود مدت کے لئے ہے۔" وہ بازوؤں کے مروڑے جانے پہ زور سے کراہا تھا۔ خاور نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور دروازہ کھولتا تیزی سے باہر نکل گیا۔ سعدی اپنی دائیں کلائی پکڑے' غصے اور بے بسی سے گہرے گہرے سانس لیتا وہیں دیوار سے لگا کھڑا رہا۔ اس کے کان سرخ اور چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔ پہلی دفعہ اسے اس قید خانے میں اپنا آپ غیر محفوظ لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بدن کو برف بناتی ہوئی فضا میں بھی

یہ معجزہ ہے کہ دستِ ہنر بچایا ہے

انیکسی کے کچن میں ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی تھی۔ صداقت بھاگ بھاگ کر سارے کام نپٹاتا پھر رہا تھا۔ شلوار قمیض کف والی پہن رکھی تھی' اور کوئی خوشبو بھی لگا رکھی تھی شاید۔

کچن کی گول میز پہ دوپہر کے لئے سبزی کاٹتی ندرت نے نگاہیں اٹھا کر عینک کے اوپر سے اسے دیکھا۔ "تمہارے گاؤں جانے میں ابھی چار دن ہیں۔ ایسے بھاگ بھاگ کر کام کر رہے ہو جیسے شام کی ٹرین چھوٹنے والی ہو۔"

وہ شرمندہ ہو گیا۔ "نہیں جی' میں تو سوچ رہا تھا کہ.... سعدی بھائی ہوتے تو کتنی خوشی سے میری شادی میں شرکت کرتے۔" جلدی سے بات بنائی۔ پھر ندرت کی طرف پلٹا۔ "پتہ ہے جی' میری گھر والی کے نانا بڑے اللہ والے ہیں' میں نے ان سے سعدی بھائی کے لیے دعا کروائی تھی۔ وہ کہتے ہیں باجی کہ اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی کرنے والا ہے۔"

"اور اگر سعدی یہاں ہوتا تو پتہ ہے کیا کہتا؟" سبزی کاٹتے انہوں نے مسکرا کر سر جھٹکا۔ لمحے بھر کے لئے منظر بدلتا گیا۔ اردگرد دیواریں'

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

فرنیچر' سب ڈھلتا گیا......

چھوٹے باغیچے والے گھر کے لاؤنج میں رات کے وقت بتیاں جلی تھیں۔ٹی وی شور مچائے بیٹھا تھا۔ندرت ہاتھ میں ریموٹ پکڑے' اسامہ کو مسلسل خاموش رہنے کی تاکید کر رہی تھیں۔ساتھ میں کبابوں کے آمیزے سے ٹکیاں بنا بنا کر ٹرے میں رکھتی جا رہی تھیں۔اس آمیزے کو چکھنے کی جسارت کرنے والے اپنے تینوں بچوں کے ہاتھوں پہ باری باری ریموٹ مار کر ان کو پرے ہٹا چکی تھیں۔(میری اولاد مجال ہے جو آٹھ بجے والے ڈرامے کے دوران خاموش رہے۔پورے دن کے کام کاج کے بعد صرف ایک آٹھ بجے والا ڈرامہ دیکھتی ہوں میں' مگر نہیں۔اتنا شور کرتے ہیں کہ حد نہیں۔) یہ الفاظ گالیوں اور لعن طعن سے سجا کر وہ بار بار ڈانٹتے ہوئے دہرا رہی تھیں۔مگر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔حنہ پیر اوپر کر کے لیپ ٹاپ گھٹنوں پہ رکھے بیٹھی ہیڈ فون چڑھائے' کسی کورین آئیڈل کا شو دیکھتی ہنستی جا رہی تھی۔سیم اپنے ہوم ورک کی کتابیں پھیلائے مسلسل اونچی آواز میں سعدی سے باتیں کر رہا تھا جو صوفے پہ پیر لمبے کر کے لیٹا' کشن سر تلے رکھے' موبائل پہ لگا تھا اور ساتھ ساتھ اسامہ کو جواب بھی دے رہا تھا۔

''ہاں تو مسئلہ کیا ہے؟ ایک سورۃ کا ترجمہ یاد کرنے کو تو دیا ہے ٹیوشن ٹیچر نے۔کر لو نا۔''

''بھائی! ابھی ہماری عمر تو نہیں ہے ترجمہ یاد کرنے والی۔'' وہ منہ ٹیڑھا کر کے دہائی دے رہا تھا' غالباً کسی کلاس فیلو کی باتوں سے متاثر ہو کر کہہ رہا تھا۔سعدی نے نظر اٹھا کر اسے ذرا سا گھورا' اور اسامہ فوراً ہل ہل کر رٹا لگانے لگا۔

''اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔

بے شک تنگی کے بعد آسانی ہے۔

پس بے شک تنگی کے بعد آسانی ہے۔

تو جب آپ فارغ ہوں تو عبادت میں محنت کریں۔

اور اپنے رب کی طرف دل لگائیں۔''

سیم یاد کر رہا تھا۔ندرت جو تا بھی نہیں اٹھا سکتی تھیں' کہ قرآن پڑھ رہا تھا' بس تلملا کر کہنے لگیں۔''اندر جا کر پڑھ لو اسامہ۔میرا ڈرامہ نکل رہا ہے۔''

مگر سعدی نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا۔''تنگی کے بعد آسانی ہے؟ یہ آیت قرآن میں نہیں ہے۔''

اب کے اسامہ اور خود ندرت نے بھی رک کر اسے دیکھا تھا۔حنین نے ہیڈ فون کے باوجود سنا تھا' مگر بس سر جھٹک کر اسکرین کی طرف متوجہ رہی۔(بس! اب شروع ہوا سعدی بھائی کا کوئی نیا فلسفہ۔)

''بھائی' یہ میرے پاس ترجمے میں لکھی ہوئی ہے۔'' سیم تو مائنڈ کر گیا تھا۔سعدی نے گہری سانس لے کر موبائل پرے رکھا اور اٹھ کر بیٹھا۔سنجیدگی سے ماں کو دیکھا (جو آدھی اس کی طرف' باقی آدھی ٹی وی کی طرف متوجہ تھیں۔)

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''تنگی کے بعد آسانی ہے؟ یہ اللہ نے کبھی نہیں فرمایا۔ ترجمہ غلط لکھا ہے۔ کچھ لوگ اس آیت کو نا دانستگی میں غلط بولتے اور لکھتے ہیں۔'' ذرا سی سانس لے کر کہنے لگا۔ ''سورۃ الانشراح کی پانچویں آیت ہے اِن مع العسر یسرا۔ بے شک تنگی کے 'ساتھ'' آسانی ہے۔ بعد نہیں، ساتھ!''

ندرت ڈھیلی پڑیں۔ ''ہاں تو ایک ہی بات ہوئی نا۔'' ناک سے مکھی اڑائی۔ اور اٹھ کر ٹی وی کے قریب والے صوفے پہ جا بیٹھیں۔ کبابوں کے آمیزے والی پرات اور خالی ٹرے بھی وہیں رکھ لی۔

''ایک بات نہیں ہے۔ ایک بات ہوتی تو اللہ ''مع'' (ساتھ) کے بجائے ''بعد'' کا لفظ استعمال کرتا' مگر اللہ کا قرآن اتنا پرفیکٹ ہے' کہ حد نہیں۔ یہ دو آیات تو میری فیورٹ ہیں۔''

اور حنین یوسف نے (اُف) کراہ کر رخ پورا موڑ لیا۔ سعدی نے مایوسی سے اسے دیکھا' اور پھر ماں کو جوتیاں بناتے ہوئے ٹی وی دیکھ رہی تھیں' اور پھر سیم کی طرف چہرہ گھمایا' جو واقعی متوجہ تھا۔ چلو، کوئی ایک تو متوجہ تھا۔ سعدی کو حوصلہ ملا۔ اہلِ قرآن کو کوئی سنتا نہیں' ورنہ وہ تو بول بول نہ تھکیں۔

''یہ آیت اس سورۃ میں دو دفعہ آتی ہے۔ ایک ساتھ۔ یعنی دہرائی گئی ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے سیم یہ کیوں دہرائی گئی ہے؟'' دبے دبے جوش سے وہ گھنگریالے بالوں والا لڑکا مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

''میری مِس کہتی ہیں قرآن میں باتوں کو.... زور دینے کے لئے دہرایا جاتا ہے۔''

''بالکل ٹھیک۔ تاکید کے لئے آیات دہرائی جاتی ہیں' مگر ان دو آیات کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ ٹھہرو میں تمہیں پہلے یہ آیت سمجھاتا ہوں۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ ''اِنَّ'' کا مطلب ہے ''بے شک'' یعنی جو بات آگے بتائی جا رہی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ''مع'' کا مطلب ہے ''ساتھ''۔ شادی کارڈز پہ لکھا ہوتا ہے نا ''بمع اہل و عیال'' یعنی گھر والوں کے ''ساتھ'' آئیں۔ یہ وہی ''مع'' ہے۔ تیسرا لفظ 'عسر'' ہے یعنی 'تنگی''۔ پریشانی' مشکل' کٹھن حالات۔ چوتھا لفظ ہے 'یسرا'' یعنی آسانی۔ اِن مع العسرِ یسرا۔ بے شک.... ساتھ ہے.... تنگی کے.... آسانی۔ سمجھ آیا؟''

سیم نے اثبات میں سر ہلایا۔

''اوکے۔ اب دیکھو۔ اگلی ہی آیت میں پھر ان الفاظ کو دہرایا جاتا ہے۔ فاِن مع العسرِ یسرا۔ پھر بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بات ختم۔ ہے نا؟ مگر نہیں۔ اللہ کا قرآن بہت امیزنگ ہے۔'' ذرا دیر کو مسکراہٹ دبا کر وقفہ دیا۔ حنین ہیڈفون اتار کر گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی تھی اور ندرت گو کہ ٹی وی کو ہی دیکھ رہی تھیں مگر آواز ہلکی کر دی تھی۔

''یہاں پہ عربی زبان کا ایک دلچسپ اصول لاگو ہوتا ہے۔ تم لوگوں کو اسم معرفہ اسم نکرہ کا تو پتہ ہے نا؟ عام چیزیں نکرہ ہوتی ہیں' جیسے لڑکا' شہر' مینار۔ مگر خاص چیزیں معرفہ ہوتی ہیں' جیسے اسلم' لاہور' مینار پاکستان۔ پڑھا تھا اردو گرامر میں یا نہیں؟'' دونوں کو یاد دلایا۔ حنین ایک دم ہنسی۔

''پتہ ہے ہماری اردو کی ٹیچر کی انہی دنوں منگنی ہوگئی اسلم نامی بندے سے' بس ہم تو ان دنوں سارے جملے اسلم کے بناتے تھے.... سوری

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

آپ بات پوری کریں۔" سعدی کی گھوری پہ وہ جلدی سے چپ ہوئی۔ وہ کہنے لگا۔

"عربی میں عام چیزوں کو خاص بنانے کے لئے ان سے پہلے "ال" لگایا جاتا ہے۔ جیسے انگریزی میں "The" لگاتے ہیں۔ اب اس آیت کو دیکھو۔ اِن مع العسر یسرا۔ یہاں خاص کیا ہے اور عام کیا ہے؟"

"العسر خاص ہے اور یسر عام ہے۔" سیم جلدی سے بولا۔

"بالکل۔ تنگی "خاص" ہے اور آسانی "عام" ہے۔ اب یہاں لاگو ہوتا ہے عربی زبان کا ایک اصول۔" وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے بتانے لگا۔ "عربی میں اگر ایک فقرے میں ایک خاص لفظ ہو اور ایک عام لفظ ہو اور وہ بات اگر اگلے ہی فقرے میں دہرائی جائے تو اس کا مطلب بدل جاتا ہے۔ یعنی دہرائے جانے کی صورت میں یہ سمجھا جائے کہ دوسرے فقرے میں جس خاص چیز کی بات کی جا رہی ہے وہ وہی پہلے فقرے والی ہے۔ مگر عام چیز پہلے فقرے والی نہیں ہے۔ عام چیز نئی ہے، مختلف ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ دونوں الجھے تھے۔

"یعنی کہ دونوں آیات میں جس خاص چیز کی بات ہو رہی ہے وہ ایک ہی ہے۔ مگر جس عام (نکرہ) چیز کی بات ہو رہی ہے وہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھی۔"

سعدی نے گہری سانس لی۔ "اگر یہ آیت ایک ہی دفعہ ہوتی تو اس کا مطلب ہوتا کہ "تنگی کے ساتھ آسانی ہے" مگر دہرائے جانے کی صورت میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس تنگی کی بات دونوں آیات میں ہوئی ہے، وہ "ایک" ہی ہے، مگر اس کے ساتھ دو دفعہ جس آسانی کی بات ہوئی ہے، وہ دو مختلف آسانیاں ہیں۔"

"مگر اس سے مطلب کیسے بدلا؟" حنہ کو اب بھی نہیں سمجھ میں آیا تھا۔

"ایسے کہ بے شک ایک تنگی کے ساتھ ایک آسانی ہے، پھر "اسی" تنگی کے ساتھ "ایک اور آسانی" ہے۔ دونوں آیات میں ایک ہی تنگی کی بات ہو رہی ہے، مگر ان کے ساتھ جڑی آسانیاں الگ الگ ہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ لوگو تم پر جب کوئی ایک مشکل آئی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہم تمہیں ایک آسانی بھی دیتے ہیں، اور پھر "اسی" مشکل کے ساتھ ایک دوسری آسانی بھی دیتے ہیں۔ اس کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بلکہ دہرانے سے اس کا یہ مطلب بنتا ہے کہ مشکل ایک ہی ہوگی، مگر انسان کو اس کے ساتھ بار بار مختلف آسانیاں بھی ملیں گی۔ ایک مشکل، مگر کئی آسانیاں۔ ایک عسر، مگر ایک سے زیادہ یسر۔ ہم مشکل حالات میں انتظار کرتے ہیں کہ کبھی تنگی کے "بعد" آسانی آئے گی، مگر آسانی تو اللہ تنگی کے "ساتھ" ہی دیتا ہے۔ ہم انسان مشکل کو دیکھتے اور اسی کو سوچتے رہتے ہیں اور اس کے ساتھ عطا کردہ ڈھیروں آسانیاں بھول جاتے ہیں۔ قرآن کی ایک ایک آیت اتنی امیزنگ ہے، کہ اس پہ غور کرنے کے لئے ساٹھ ستر سال کی زندگی بھی کم لگتی ہے۔ اگر ہم مسلمان فیس بک، اور ٹی وی سے باہر نکلیں تو ہمیں وقت ملے.....! اچھا اچھا میں

Nemrah Ahmed: Official #TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

آپ لوگوں کو نہیں کہہ رہا۔'' ساتھ ہی جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھا دیے' کیونکہ اسکرینز کے آگے جمی ماں' بہن جو پہلے توجہ سے سن رہی تھیں' اب ایک دم آنکھوں سے انگارے اگلنے لگی تھیں......

سبزی کاٹتی ندرت کی انگلی پہ کٹ لگا تو وہ چونکیں۔ منظر لمحے بھر میں بدل گیا۔ وہ انیکسی کے اوپن کچن میں بیٹھی تھیں اور ان کے ساتھ حنہ بیٹھی سوچتے ہوئے کچے مٹر اٹھا اٹھا کر منہ میں ڈال رہی تھی۔ ندرت نے زور سے اس کے ہاتھ پہ چپت لگائی۔

''ہزار دفعہ کہا ہے' ایسے مت کھایا کرو' بے برکتی ہوتی ہے۔''

''مجھے پتہ ہے آپ کیا سوچ رہی ہیں۔'' وہ اثر لئے بغیر ان کو سنجیدگی سے دیکھ کر بولی تو ندرت نے بس بے بسی سے اسے دیکھا۔ وہ کب آکر بیٹھی' انہیں پتہ بھی نہیں چلا۔ ''اور مجھے پتہ ہے صداقت کی اس بات کو سن کر بھائی کیا کہتا۔ مجھے پتہ ہے آپ بھائی کو یاد کر رہی ہیں۔''

''نہیں۔ میں یہ سوچ رہی ہوں کہ وہ ٹھیک کہتا تھا۔'' سر جھٹک کر زخمی مسکراہٹ کے ساتھ آلو چھیلنے لگیں۔ ''ان دنوں میں ہر وقت سوچتی تھی کہ میرے ساتھ کتنا ظلم ہوا' ایک بھائی مارا گیا' دوسرا جیل میں ہے۔ میں نے یہ کبھی نہ سوچا کہ میرے دو بیٹے تو میرے پاس تھے۔ جب سعدی.... جب سعدی نہیں رہا تو بھی میں نے یہ نہیں شکر کیا کہ فارس تو ہمارے پاس تھا۔ ہم اکیلے تو نہیں تھے۔ اب وہ بھی نہیں ہے۔ ناشکری نعمتوں کو گھٹاتی ہے۔'' وہ شاید خود سے بول رہی تھیں۔ ''مگر اب ہم سب کو مظلوموں والی خود ترسی سے نکلنا چاہیے۔ سعدی نہیں ہے' فارس نہیں ہے تو کیا ہوا۔ میرا ایک بیٹا تو ہے۔ ایک نکمی بیٹی تو ہے میرے پاس۔''

اور حنین جو بڑے پیار سے' اور دکھی دل سے سن رہی تھی' آخری الفاظ پہ تو مانو پتنگے ہی لگ گئے۔

''ہاں بس' میں یہی سوچ رہی تھی کہ آج امی نے پورا پیراگراف بول دیا مگر میری برائی نہیں کی' طبیعت تو ٹھیک ہے' مگر بہت شکریہ' تسلی کروا دی آپ نے میری!'' غصے سے تن فن کرتی وہ اٹھ گئی۔

ندرت پیچھے سے مسلسل اس کو سخت سست سنا رہی تھیں۔ ''ایک ہفتے کی بات تھی' میرا سارا گھر الٹا کر رکھ دیا' کچھ بھی ڈھنگ سے صاف نہیں کیا' پھوہڑ لڑکی۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سنا یہ ہے کہ سبک ہو چلی ہے قیمتِ حرف
سو ہم بھی اب قد و قامت میں گھٹ کے دیکھتے ہیں

سوموار کی صبح شہر کی سڑکوں پہ کاروبارِ زندگی از سرِ نو شروع ہو چکا تھا۔ ریسٹورانٹ میں ہلکا پھلکا رش تھا۔ ایسے میں اسامہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا اور اوپری ہال کا دروازہ کھولا۔

ہال کی شیشے کی دیوار سے نیچے سڑک پہ بہتا ٹریفک صاف دکھائی دیتا تھا۔ کھڑکی کے قریب ایک دیوار پہ چند کاغذات چسپاں تھے۔ ایک سیاہ کوٹ اور ٹائی والا نوجوان ان کاغذات کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہہ رہا تھا۔ ایک سیاہ کوٹ والی لڑکی بڑی میز کے کنارے بیٹھی چائے

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پیتے ہوئے سن رہی تھی اور سامنے کرسی پہ ٹیک لگائے' ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھی زمر دیوار پہ لگی تصویروں کو دیکھ کر سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ "نہیں۔ یہ بھی نہیں۔"

"السلام وعلیکم!" سیم نے پکارا تو زمر نے گردن موڑی' مسکرا کر اس کو قریب بلایا۔ وہ باقی دونوں وکلاء کو بھی سلام کرتا شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ زمر کے ساتھ آبیٹھا۔

"آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟"

وہ بال باندھے' سیاہ کوٹ میں ملبوس تھی۔ ناک کی سنہری نتھ دمک رہی تھی اور بھوری آنکھیں پرسوچ انداز میں دیوار پہ مرکوز کر رکھی تھیں۔

"ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ قمر الدین مقتول کا قاتل ان سب لوگوں میں سے کون ہونا چاہیے۔" سیم نے گردن موڑ کر ان تصاویر کو دیکھا۔

"قمری الدین کی گولڈ جیولری شاپ تھی۔ پیسے والا آدمی تھا۔ نگینوں کی غیر قانونی اسمگلنگ جیسے الزامات کے باعث جیل گیا تھا۔" وہ نوجوان وکیل بتا رہا تھا۔ "اس کو مارنے کے لئے بہت سے لوگوں کے پاس بہت سی وجوہات ہوسکتی تھیں۔"

اسامہ قدرے پرجوش ہوا۔ "یعنی کہ ہم اصل قاتل ڈھونڈ کر پولیس کے حوالے کردیں' تو ماموں چھوٹ جائیں گے؟"

وہ تینوں ایک دم سے اسے دیکھنے لگے۔ سیم قدرے جز بز ہوا۔

"اصل قاتل کی پرواہ کسے ہے سیم؟ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ قاتل تک پہنچنا پولیس کا کام ہے۔"

"تو پھر ان لوگوں میں سے آپ لوگ قاتل کیوں ڈھونڈ رہے ہیں...؟" وہ الجھا۔

"سیم' وہ لوگ فارس پہ جھوٹا الزام لگا رہے ہیں' ہمیں اس جھوٹ کا مقابلہ کرنا ہے۔"

"سچ کے ساتھ!" وہ پھر سے پرجوش ہونے لگا۔

"نہیں سیم۔ کورٹ میں مقابلہ سچ کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ یہاں جھوٹ سے لڑا جاتا ہے اس سے بڑے جھوٹ کے ساتھ۔ الزام سے لڑا جاتا ہے اس سے بڑے الزام کے ساتھ۔"

"یہ کورٹ ہے بیٹا!" نوجوان وکیل مسکرا کر گویا ہوا۔ "یہاں ایک سچ ثابت کرنے کے لئے ایک سو ایک جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔"

"مطلب... اب ہمیں کیا کرنا ہے؟" سیم نے پھر سے زمر کو دیکھا۔

"ہمیں کچھ بھی نہیں کرنا۔ برڈن آف پروف (عدالت کے سامنے ثبوت ڈھونڈ کر لانے کی) ذمہ داری استغاثہ پہ ہوتی ہے' استغاثہ (پراسیکیوشن) وہ ہوتا ہے جو الزام لگاتا ہے۔ ملزم قانون کی محبوب اولاد ہوتا ہے۔ کسی ملزم کو قاتل ثابت کرنا بہت مشکل مگر اس کو بے گناہ ثابت کرنا آسان ہوتا ہے۔ کیونکہ قانون ہر شک کا فائدہ ملزم کو دیتا ہے۔ ہم نے صرف بیٹھ کر پراسیکیوٹر کے الزامات سننے ہیں اور پھر... ان کے کیس میں رتی برابر شک پیدا کرنا ہے۔ جو گواہ وہ پیش کریں گے' ہمیں ان کو ڈس کریڈٹ کرنا ہے' ان کی عزت بھری کچہری میں مجروح کرنی ہے۔ جو ثبوت وہ پیش کریں گے' اس ثبوت کے اوپر اتنے شکوک و شبہات کا کیچڑ اچھالنا ہے کہ وہ دفن ہو جائیں اور پھر ہمیں ایک اور

Nemrah Ahmed: Official

Reading Section

#TeamNAO

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

عدالت کے سامنے پیش کرتا ہے۔ کسی اور شخص پہ شک وشبہ ڈال کر اس پہ قاتل ہونے کا اِن ڈائریکٹ الزام لگانا ہے' وہ اتنا بڑا suspect نہیں ہوگا کہ وہ دوسرا مشتبہ شخص گرفتار ہو سکے' مگر اتنا ضرور ہوگا کہ فارس کا مجرم ہونا مشکوک ہو جائے۔''

''مگر آپ نے کہا تھا کہ آپ کورٹ میں جھوٹ بولنے کے خلاف ہیں۔'' سیم کے چودہ سالہ مسلمان دل کے لیے یہ بہت بڑا دھچکا تھا۔

''میں' بلکہ ہر قانون کا احترام کرنے والا شخص پرجری کے خلاف ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم اٹھا کر کٹہرے میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولنا یعنی پرجری کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ مگر وکیلوں کو ایسا کوئی حلف نہیں لینا ہوتا سو وکیل اپنے موکل کے دفاع کے لیے کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔'' ذرا سے شانے اچکا کر بولی۔ سیم نے باری باری ان تینوں کے مطمئن چہرے دیکھے اور پھر دیوار پہ لگی تصویروں کو۔

''Is That Right?''

''It's Legal.'' زمر نے پھر شانے اچکائے تھے۔ ''اگر ایک آدمی اپنی زندگی بچانے کے لئے اپنے اوپر حملہ آور شخص کو قتل کر دے' تو اس کو سیلف ڈیفنس (دفاعِ ذات) کہتے ہیں' جو قانوناً اور شرعاً گناہ نہیں ہے۔ زندگی انسانوں کے پاس اللہ کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ اس کو بچانے کے لئے انسان اپنا ہر ممکن دفاع کرتا ہے۔ اور ہم یہی کر رہے ہیں۔ ہم فارس کے ڈیفنس لائرز ہیں۔ دفاعی وکیل۔''

اسامہ سے اب مزید ہضم کرنا مشکل تھا۔ جلدی سے کھڑا ہوا، زمر سے کار کی چابی لی، اور ڈرائیور لے جانے کی اجازت مانگی، اور نیچے بھاگ آیا۔ دونوں کانوں کو باری باری چھوتے (توبہ توبہ) وہ اب زینے اتر رہا تھا۔ نیچے کچن میں کچھ کھاتی حنین اس کی منتظر تھی۔ اسے حنہ کے ساتھ جانا تھا۔ حنہ کو مدد کی ضرورت تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں وہ آدم گزیدہ ہوں جو تنہائی کے صحرا میں

خود اپنی چاپ سن کے لرزہ بر اندام ہو جائے

کولمبو میں واقع اس زیرِ زمین تہہ خانے میں میری انجیو سعدی کے سامنے میز پہ کھانا رکھ رہی تھی' اور وہ کاؤچ پہ بیٹھا' بازو سینے پہ لپیٹے' کبھی کھانے کو دیکھتا' کبھی میری کو۔

''پہلے گارڈ سے کہو وہ اسے چکھے۔ پھر میں کھاؤں گا۔''

''ہم سب کھا چکے ہیں۔''

''پھر لے جاؤ یہ کھانا۔ مجھے کیا معلوم تم لوگوں نے اس میں کیا ملایا ہو۔'' برہمی اور قدرے اضطراب سے ٹرے پرے دھکیلی۔ میری متعجب رہ گئی۔ ''سب کے لئے یہی کھانا بنتا ہے' تمہارے کھانے میں کیوں کچھ ملائے گا کوئی؟''

''پہلے کوئی اور چکھے گا' تب میں کھاؤں گا۔'' وہ ضد کر رہا تھا۔

''پھر بیٹھے رہو اسی طرح۔'' خفگی سے بڑبڑا کر وہ باہر نکل گئی۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سعدی نے کھانے کو نہیں چھوا۔ ویسے ہی بیٹھا رہا۔ کبھی سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیتا' کبھی بازو اپنے گرد لپیٹ لیتا۔

''میں ڈر گیا ہوں۔'' کچھ دیر بعد خاور کے کمرے میں زمین پہ بیٹھتے اس نے شکستگی سے اعتراف کیا تھا۔

خاور ایک کونے میں کھڑا' لکڑی کے چھوٹے سے ٹکڑے کو' جو اس نے دروازے کے کنارے سے اکھاڑا تھا' دیوار پہ رگڑتا جا رہا تھا۔ آواز پہ گردن گھما کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے کے زخم اب بہتر تھے اور وہ پہلے سے تازہ دم لگتا تھا۔

''روز کھانا کھانے سے پہلے ڈرامہ نہ شروع کر دیا کرو۔ یہ ہمیں زہر دے کر نہیں ماریں گے۔ ہاشم لاشیں دیکھنا چاہے گا' ورنہ ان کو لاش بنا دے گا۔ یہ کسی قدرتی طریقے سے ہمیں ماریں گے۔''

سعدی نے نگاہیں اٹھا کر بے بسی سے اسے دیکھا۔ ''یہ میری ہاشم سے بات نہیں کرا رہے۔''

''یعنی میرا اندازہ درست تھا۔ ہاشم لاعلم ہے۔'' وہ اب پھر سے لکڑی کا ٹکڑا دیوار سے رگڑنے لگا تھا۔ منہمک اور مصروف۔

''ہم کب نکلیں گے یہاں سے؟'' خاور نے چونک کر اسے دیکھا تو اس نے جلدی سے اضافہ کیا۔ ''اگر میں تمہارے ساتھ جاؤں تو!''

''جب تم تیار ہو گے۔''

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ خاور کے سامنے' بالکل مد مقابل' اور گردن کڑا کر بولا۔ ''میں تیار ہوں۔''

خاور نے لکڑی کا ٹکڑا وہیں رکھا اور اس کی جانب مڑا۔ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا' پھر ایک دم گھٹنا دہرا کر اس کے پیٹ میں مارا' ایک کہنی سے اس کے کندھے پہ ضرب لگائی اور پاؤں سے اس کے پہلو کو دھکا دیا۔ سعدی یکے بعد دیگر ضربوں سے بے اختیار نیچے کو گرا۔ دوہرا ہوئے' پیٹ پہ دونوں بازو رکھے' وہ درد سے چلایا تھا۔

''تم گھٹیا انسان.....''

مگر خاور نے اس کی طرف بازو بڑھایا۔ ''اٹھو۔ تمہیں باتوں کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ لڑنا تو بالکل بھی نہیں۔ اٹھو!''

''یہ کیا تھا؟'' سعدی نے اس کا ہاتھ نہیں تھاما۔ دہرے ہو کر غصے سے اسے دیکھا چیخا تھا۔

''میں تمہیں بتا رہا تھا کہ تمہیں کچھ نہیں آتا۔ اور لڑکیوں کی طرح مت روؤ۔ میں نے سادہ ملٹری تکنیک سے تمہیں نیچے گرایا ہے۔ مجھے پتہ ہے کسی کو کیسے مارنا ہے۔ مار کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ کسی کو صرف گرانے یا بے ہوش کرنے کے لئے الگ طریقہ ہے۔ کسی کو معذور کرنے کا طریقہ اور ہے۔ اور قتل کرنے کا بالکل مختلف۔ اٹھو اور میرے سامنے کھڑے ہو۔ یہاں سے نکلنے کے لئے تمہیں جسمانی طور پہ بہت مضبوط بننا ہو گا۔ ویسے بھی میں نہیں چاہتا کہ جب میں تمہیں قتل کروں تو تم کسی معصوم لڑکی کی طرح نظر آؤ بلکہ تمہیں کسی مرد کی طرح مقابلہ کر کے مرنا چاہیے۔ اٹھو' میں تمہیں سکھاتا ہوں۔''

''تم سکھاؤ گے مجھے؟ میں تمہاری جان لے لوں گا۔'' وہ بپھر کر کھڑا ہوا اور زور سے اس کو مکا دے مارنا چاہا' مگر خاور نے بر وقت اس کا ہاتھ تھام کر مروڑا۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''آہ۔'' وہ آنکھیں بند کر کے کراہا۔ اسی کندھے پہ کسی زمانے میں شیرو نے گولی ماری تھی۔

''تمہیں کچھ نہیں آتا۔'' اس کو پرے دھکیلا اور تاسف سے نفی میں سر ہلاتا کہنے لگا۔ ''تم تیار نہیں ہو۔ میرے ساتھ جانے کے لئے تمہیں تیار ہونا پڑے گا۔ جاؤ کھانا کھاؤ اور سو جاؤ۔ کل صبح ناشتے سے پہلے میرے پاس آنا۔ پھر ہم تیاری شروع کریں گے۔'' سعدی نفرت اور غصے سے اسے دیکھتا دروازے کی طرف بڑھا۔

''اور سنو!'' لکڑی کا ٹکڑا واپس اٹھاتے ہوئے خاور نے یاد دلایا۔ ''مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہیں ساتھ لے جانے کا۔ اگر چلنا ہو تو تم وہی کرو گے جو میں کہوں گا۔ ورنہ رہو یہیں اور مرو یہیں۔'' سعدی نے زور سے دروازہ دے مارنے کے انداز میں بند کیا اور باہر نکل گیا۔ گارڈز نے خاموشی سے اس کو دیکھا اور اسی طرح کھڑے رہے۔

یقیناً خاور نے اسے مارا تھا۔ گڈ! ویری گڈ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرے شوق کی یہیں لاج رکھ!

وہ جو طور ہے، بہت دور ہے!

یونیورسٹی میں معمول کے مطابق رش تھا۔ راہداریوں میں بھانت بھانت کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایسے میں اسامہ کو باہر انتظار کرتا چھوڑ کر حنین تیز تیز ایک کاریڈور میں آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کا چہرہ ہیجان اور تذبذب کا آئینہ دار تھا۔ مگر چال مضبوط تھی، فیصلہ کن تھی۔

دفعتاً ایک دروازے کے قریب وہ رکی۔ نیم پلیٹ پڑھی۔ علوم الدین شعبہ تفسیر القرآن۔ اس نے وہ نام کئی دفعہ پڑھا اور پھر دروازہ کھٹکھٹا کر کھولا۔

اندر آفس میں وہ اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ میز کے پیچھے کرسی پہ براجمان، وہ عمر رسیدہ خاتون تھیں۔ اسے دیکھ کر مسکرا کر اٹھیں۔ اور اس سے ملیں۔ کرسی پیش کی۔ حنین چپ چاپ بیٹھی۔ سر جھکا لیا۔ وہ اب سامنے جا بیٹھیں۔

''سعدی کی کوئی خبر؟'' اور ایسے چند چھوٹے چھوٹے سوال کرتی رہیں۔ حنہ سر جھکائے جواب دیتی رہی۔ لب کاٹتی رہی۔ بہت دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور اپنی ٹیچر کی مہربان آنکھوں میں دیکھا۔

''میں بچپن میں بھائی کے ساتھ قرآن پڑھنے آپ کے گھر آتی تھی، آپ کے پاس ہی ہم دونوں نے آخری دس سیپارے حفظ کیے تھے۔ آپ ہی نے ہمیں تفسیر پڑھائی تھی، بلکہ قرآن سکھایا تھا، مگر.....'' چند لمحوں کا وقفہ کیا۔ پرس نیچے رکھا۔ ٹیک لگا کر بیٹھی..... ذرا آرام وہ ہوئی اور ٹیچر کی آنکھوں میں دیکھ کر بتانے لگی۔ ''مگر میں کھو چکی ہوں۔ میں اپنی زندگی ضائع کر رہی ہوں۔ نہ میں قرآن یاد رکھ پائی، نہ میں آرگنائزڈ ہوں، نہ نیک ہوں، نہ ٹائم مینیج کرنا سیکھ سکی۔ میں فجر میں اٹھ نہیں پاتی اور باقی نمازوں کے لئے دل نہیں چاہتا۔ گو کہ میری خواہش ہے کہ میں بھی پانچ وقت کی نمازی بن جاؤں، مگر..... یہ بہت مشکل بہت بھاری چیز لگتی ہے۔''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

وہ خاموشی سے سن رہی تھیں، اس بات پہ تائید میں سر ہلایا۔ ''نماز بہت بھاری چیز ہے، واقعی!''

''مگر پھر وہ لوگ کون ہوتے ہیں جو منہ اندھیرے نیند توڑ کر اٹھتے ہیں اور ٹھنڈے پانی سے بھی خود کو بھگو لیتے ہیں مگر نماز نہیں چھوڑتے۔'' وہ بے چین ہوئی۔

''حنین... اللہ فرماتا ہے.... بے شک نماز بہت بھاری ہے سوائے ان لوگوں پر جو خشعیت رکھتے ہیں۔''

''خشعیت کیا ہوتا ہے؟'' اسے سارے اسباق بھول گئے تھے۔

''خشعیت ڈر ہوتا ہے، اور خشعیت محبت ہوتی ہے، مگر نہ یہ صرف ڈر ہے نہ صرف محبت۔ یہ محبت بھرا ڈر ہوتا ہے جو انسان کو اپنے ماں باپ کا کہنا ماننے پہ مجبور کرتا ہے۔ صرف محبت میں ہم ان کی بات نہیں مانتے، یا صرف ڈر کے باعث ان کی اطاعت نہیں کرتے۔ کوئی چھری تو نہیں دے ماریں گے نا وہ ہمیں۔ صرف یہ دھڑکا ہوتا ہے کہ ان کے اوپر ہمارا امپریشن نہ خراب ہو جائے۔ ہم ان کو دکھ دینے سے ان کی محبت کی وجہ سے ڈرتے ہیں۔ جس کے دل میں اللہ کے لئے ایسی خشعیت ہوتی ہے، نماز اس پہ آسان ہو جاتی ہے۔''

''تو انسان اپنے اندر یہ خشعیت کیسے پیدا کرے؟''

''تمہاری جگہ کوئی اور پوچھتا تو اس کے آگے لمبی تقریر کر سکتی تھی مگر تم حنین، تم پریکٹیکل زیادہ پسند کرتی ہو۔'' کہتے ہوئے وہ لیٹر پیڈ سے چند کاغذ علیحدہ کرنے لگیں۔ حنہ مسکرا دی۔ وہ درست جگہ آئی تھی۔

''یہ دو کاغذ لو۔'' انہوں نے دو کاغذ اس کے سامنے ڈالے، اور پھر ایک سرخ اور ایک سبز قلم ان کے اوپر رکھا۔

''پہلے بائیں ہاتھ والے پہ ایک سرخ دائرہ کھینچو اور اسی سرخ رنگ سے اس کے اندر لکھتی جاؤ۔''

''کیا؟''

وہ رسان سے مسکرائیں۔ ''فون پہ تم نے کہا تھا کہ تم نے بہت سی ایڈکشنز (لت) چھوڑی ہیں مگر تمہارا ہر مسئلہ اس لئے ہے کہ تم فجر پہ نہیں اٹھتی۔ اب اس کاغذ پہ لکھو کہ جب تم فجر پہ نہیں اٹھتی تو تمہیں کیا ملتا ہے؟''

حنین نے الجھ کر سوچا۔ پھر لکھنے لگی۔

''تھوڑی سی مزید نیند۔ بہت سارا سکون۔ گرم گرم بستر۔ چند مزید خواب۔ پلیژر۔'' سر اٹھایا۔ ''اب؟''

''اب اس کے ساتھ لکھو، کہ تم اس وقت.... یوں سوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو کیسی لگتی ہو؟ تمہارا کیا امپریشن جا رہا ہوتا ہے اللہ کے سامنے؟''

لمحے بھر کے لئے حنین کے اندر کچھ ہلا۔ اس نے سر جھکایا۔ سرخ دائرے کو دیکھا۔ پھر لکھنے لگی۔

''اس وقت میں اللہ کے سامنے کیسی نظر آ رہی ہوتی ہوں؟

ایک غافل لڑکی، جو سو رہی ہے۔ جو شیعوں کی طرح سو رہی ہے۔ جو روزِ قیامت سے بے خبر ہے، جس کو اپنے بنانے والے کے سامنے جاتے اپنے امپریشن کی کوئی فکر نہیں ہے۔'' اس کا ہاتھ کانپا مگر لکھتی گئی۔ ''جنت کی نہریں، جہنم کی آگ.... اسے نہ کسی پہ یقین ہے، نہ ان کا

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

احساس ہے۔اللہ کی طرف سے اسے بار بار پکارا جار ہا ہے مگر وہ ڈھٹائی سے غرور سے سو رہی ہے۔نماز پڑھنا اس کے نزدیک ایک حقیر کام ہے اگر حقیر نہ ہوتا تو وہ اٹھ جاتی۔وہ اللہ کی نافرمان نظر آ رہی ہے۔فرشتے اس کے بارے میں یہی جا کر اوپر بتائیں گے کہ فجر پہ اسے سوتا پایا۔اس کی ''اوپر'' والوں میں نہ کوئی قدر ہوگی' نہ عزت۔وہ بھٹکے ہوؤں میں سے ہے۔اسی طرح غافل سوتی' جاگتی کسی دن مر جائے گی اور رحمت کے فرشتوں کو اس سے کوئی ہمدردی نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے ہمیشہ اسے سوتے پایا ہے۔''اس سے مزید نہیں لکھا جا رہا تھا۔''اور پھر سارا دن وہ سست اور بے زار رہتی ہے۔اس کا ہر کام بے برکتا ہے۔اس کا دل گلٹ سے بھر چکا ہے مگر اس گلٹ کو نکالنے کے لئے بھی وہ کچھ نہیں کرتی۔اس کے اندر کوئی خیر نہیں ہے۔جب وہ اللہ سے دعا مانگے گی تو کیا اللہ اس کی دعا قبول....؟''بس بہت ہوا۔اس نے قلم چھوڑ دیا۔دل پہ بہت زور سے لگی تھی۔صفحہ الٹا کر کے میز پہ رکھ دیا۔سر ابھی تک جھکا تھا۔

''اب اس دوسرے صفحے پہ سبز دائرہ کھینچو۔''حنہ نے ذرا سے توقف کے بعد دوسرا صفحہ اٹھایا۔اور سبز دائرہ کھینچا۔انگلیوں میں لرزش تھی۔

''اس پہ لکھو کہ فجر پڑھنے کے لئے تمہیں کیا کچھ کھونا پڑتا ہے۔''

وہ سر جھکائے لکھنے لگی۔

''نیند توڑنا۔گرم بستر چھوڑنا' سردی میں باتھ روم تک جانا' پانی سے خود کو بھگونا' اور پانچ....دس منٹ کی نماز پڑھ کر واپس آنا۔''وہ رک گئی۔

''اور اب یہ لکھو کہ جب تم یہ کرو گی تو اللہ کے پاس تمہارا کیا امپریشن جائے گا؟''وہ ذرا سی چونکی۔پھر صفحے کو دیکھا۔سبز دائرہ چمک رہا تھا۔وہ بنا سوچے لکھنے لگی۔

''اللہ کو اس وقت میں کیسی لگوں گی؟

وہ ہر پچھلی بات مٹا دے گا۔میں اس کے سامنے ایک ایسی لڑکی ہوں گی جو اپنا آرام چھوڑ کر اس کی پہلی پکار پہ اٹھتی ہے۔جو اس کی بات مانتی ہے۔اس کو قیامت کا احساس ہے' اس کو جہنم اور جنت کی پرواہ ہے۔وہ غافلوں میں سے نہیں ہے۔ٹھیک ہے اس میں بہت برائیاں ہوں گی' مگر فرشتے جب فجر اور عصر کے وقت اوپر جائیں گے تو اس کا اچھا ذکر کریں گے اللہ کے سامنے....اوپر والوں میں اس کا نام عزت سے لیا جائے گا۔''اس کے لکھنے میں روانی آ گئی تھی۔دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

''وہاں اس کا امپریشن اچھا جائے گا۔اس کی بہت سی غلطیوں سے صرفِ نظر کر لیا جائے گا۔وہاں اس کی قدر ہوگی۔اللہ اس کی تعریف کرے گا۔جب وہ فجر کے لئے اٹھے گی اور دوسروں کو بھی اٹھائے گی تو اللہ بھی اوپر والوں کے سامنے اس کی تعریف کرے گا۔''اس کا دل پھر سے بھر آیا۔لبوں پہ ہاتھ رکھ کر خود کو قابو کیا۔''اس کا دل گلٹ سے پاک ہوگا۔اللہ اس کی تعریف کرے گا۔اس کے کاموں میں برکت ہوگی۔اللہ اس کی تعریف کرے گا۔اللہ اس کی تعریف کرے گا۔وہ اس کو اپنے پاس ''نماز پڑھنے والوں'' میں لکھ لے گا۔اللہ اس کی تعریف کرے گا....''وہ ایک فقرہ اتنا قیمتی اور اتنا اندر تک ہلا دینے والا تھا کہ وہ اس کو بار بار لکھتی گئی یہاں تک کہ دائرہ بھر گیا۔

Reading Session
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ٹیچر نے میز پہ دستک دی تو اس نے گہری سانس لی۔ نمی اندر اتاری' اور کاغذ الٹا کر کے میز پہ ڈال دیا۔

''اب ان دونوں کاغذوں کو اپنی الماری پہ.... یا بیڈ کے اوپر دیوار پہ کہیں بھی لگا لو اور دن میں بیس دفعہ لازمی ان باتوں کو پڑھو حتیٰ کہ یہ تمہارے دل میں بیٹھ جائیں۔ زندگی میں جب بھی کسی ایڈکشن کے ہاتھوں پریشان ہو نور اُ دو دائرے بناؤ، اور ایک میں لکھو کہ ذراسی تسکین کے لئے یہ کام کرتے وقت میں اللہ کو کیسی لگتی ہوں گی؟ اور دوسرے میں لکھو کہ اگر یہ چھوڑ دوں تو اس کو کیسی لگوں گی؟'' وہ رکیں۔ ''مگر نماز کی عادت بنانے کے لئے تمہیں کچھ اور بھی کرنا ہوگا۔''

''کیا؟'' وہ تیزی سے بولی۔ اس وقت اندر سے اتنی ہل چکی تھی کہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔

''تمہیں یہ سمجھنا ہوگا کہ نماز ہے کیا؟'' وہ پرسکون سی پیچھے ہو کر بیٹھی' کہہ رہی تھیں۔ ان کی نرم آنکھیں حنہ کے چہرے پہ جمی تھیں۔ ''نماز پہ آپ کو الارم کلاک نہیں اٹھاتی۔ آپ کا ایمان اٹھاتا ہے۔ پچھلے دن اگر جھوٹ بولے ہیں، خیانت کی ہے، وعدہ خلافی کی ہے یا غیبت کی ہے تو اگلے روز فجر پہ اٹھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔''

''میں کچھ دن نماز بہت اچھی پڑھتی ہوں، پھر کچھ دن چھوڑ دیتی ہوں۔ ایک فیز سے نکل کر دوسرے فیز میں چلی جاتی ہوں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟''

''ہم مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نیت کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ نماز میں دل کا سکون ہے' مگر یہ دل کے سکون کے لئے نہیں پڑھی جاتی۔ جو اس لئے نماز پڑھتا ہے کہ اس کو پڑھ کر وہ خود کو مطمئن اور پرسکون محسوس کرتا ہے وہ سخت فتنے میں مبتلا ہے کیونکہ وہ اپنے ''دل'' کے لئے نماز پڑھتا ہے' اللہ کے لئے نہیں۔ ایسے ہی لوگ phases میں مبتلا رہتے ہیں۔ کچھ دن نماز پڑھی پھر کچھ دن نہیں پڑھی کیونکہ دل کو جو مرہم لگانا تھا لگ گیا۔ اب ضرورت نہیں ہے۔ وہ اسی لیے کچھ دن بعد نماز چھوڑ دیتے ہیں کہ اب ان کو ضرورت نہیں رہی، اب وہ پرسکون ہیں۔ پھر جب تک پریشان نہیں ہوتے، نماز کے قریب نہیں جاتے۔ نماز پڑھ کر ہمیشہ سکون نہیں ملتا تو اگر کیا سکون نہ ملے تو چھوڑ دیں ہم نماز پڑھنا؟ داغ لگوانا سمجھتی ہو نا؟ جیسے کوئی کاری زخم لگے تو قدیم قوموں میں' اور اب بھی چین جاپان بلکہ پاکستان میں بھی.... سلاخ گرم کر کے اس جگہ کو داغا جائے تو زخم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس میں شفا ہے مگر ہماری امت کے لئے یہ منع ہے۔ تو جو لوگ نماز کو ایکسرسائز سے تشبیہہ دیتے ہیں' ان کو سوچنا چاہیے کہ اگر اللہ نماز میں شفا نہ رکھتا بلکہ تکلیف رکھتا تو کیا ہم اسے نہ پڑھتے؟ نماز کو اپنا دل مطمئن اور خوش کرنے کے لیے نہ پڑھا کرو۔''

''تو پھر ہم کیوں پڑھتے ہیں نماز؟'' اس نے نکتہ اٹھایا۔

''کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ دی اینڈ۔ فل اسٹاپ۔ ہم اسے اس لئے پڑھتے ہیں تاکہ اللہ راضی رہے ہم سے' ہمارا امپریشن اس کے سامنے اچھا جائے۔ اور اگر ہمارے دل میں یہ ''خشیت'' ہو تو یہ بہت آسان ہے۔'' وہ ذرا دیر کو ٹھہریں۔ ''مگر یہ تو ہو گیا کہ ہم نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ اب یہ دیکھو کہ نماز بذاتِ خود ہے کیا؟'' حنین غور سے سن رہی تھی۔ وہ نرمی سے کہے جا رہی تھیں۔ ''نماز تمہارے خیال میں کیا ہے؟''

Nemrah Ahmed: Official

Reading Session

#TeamNAO

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

وہ چپ رہی۔ اس کے پاس بہت سے جواب تھے مگر کوئی تسلی بخش نہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ لمحہ شعور جسے جاں کنی کہیں

چہرے سے زندگی کے نقابیں الٹ گیا

یوسف خاندان میں سے کسی نے کاردارز کی نیو ائیر ایو میں شرکت نہ کی جو اس سردرات ان کے لان میں منعقد تھی۔ حنین اپنے کمرے میں بیٹھی' کھڑکی کی طرف سے منہ موڑے' بے تحاشہ کاغذوں پہ بنے دائروں کو بھرتی گئی۔ وہ خوش نہیں تھی' مگر وہ مطمئن تھی۔ زمر کیس کی تیاری کرتی رہی۔ اسامہ جلدی سونے چلا گیا۔ ندرت کی رات کی نماز اور وظیفے ابھی جاری تھے۔ غرض ان کا پورا گھر خاموش تھا' مگر باہر ''دنیا والے'' کاردارز کے لان میں جشن منانے میں مصروف تھے۔

وہاں گویا رنگ و بو کا سیلاب امنڈ آیا تھا۔ غبارے' قمقمے' بتیاں۔ پارٹی کا انتظام اندر تھا' مگر بارہ بجے کے قریب سب لمبے لمبے کوٹ اور جیکٹس پہنے باہر نکل آئے تھے جہاں فائر ورکس کا اہتمام تھا۔

ایسے میں شہرین اندر ایک کونے میں بیٹھی' مشروب کے گلاس پہ گلاس پیئے جا رہی تھی۔ سرخ ساڑھی میں ملبوس' وہ بے رونق اور تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ دفعتاً اس نے سر اٹھایا تو اوپر سیڑھیوں پہ شیرو کھڑا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ شہری نے ستے ہوئے چہرے کے ساتھ مسکرا کر ہاتھ ہلایا' مگر وہ ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پہ ڈال کر زینے اترنے لگا۔ لاؤنج تقریباً خالی تھا۔ سب باہر تھے۔ نوشیرواں بھی باہر نکل آیا۔ سردی کے باعث جیکٹ کے کالر کھڑے کر لئے۔ اونچے برآمدے میں کھڑے اس نے ایک ویران نظر نیچے سبزہ زار پہ شور مچاتے' ہنستے مسکراتے لوگوں پہ ڈالی۔ اس کی نگاہیں ایک ایک کا چہرہ کھوجتی رہیں' پھر سر جھٹک کر وہ دوسری سمت آیا' اور ایک ملازم کو اپنی کار نکالنے کا کہا۔

''سر آپ اس وقت کہاں....؟''

''زیادہ بک بک نہ کرو میرے سامنے۔ تم ہو کون' ہاں؟'' اس کو گھورتے ہوئے غرایا۔ ''جو کہا ہے وہ کرو۔'' ملازم جلدی سے حکم بجا لایا اور ازلی بےزار شیرو کار لے کر باہر سڑکوں پہ گم ہو گیا۔

رات ابھی جوان تھی۔ لان میں بہت سے لوگوں کے درمیان کھڑی سرخ میکسی میں ملبوس جواہرات کسی بات پہ مسکرا رہی تھی۔ کندھوں پہ سفید منک کوٹ ڈالے' وہ گردن اٹھا کر مسکراتے ہوئے آسمان پہ نظر آتے فائر ورکس دیکھ رہی تھی جب احمر اس کے قریب آ کر کھنکھارا۔ اس نے گردن موڑی' احمر کو دیکھ کر مسکراہٹ گہری ہوئی' پھر اس کا بازو تھامے ایک طرف چلتی آئی۔

''اتنی پولیٹیکل گیدرنگ مسز کاردار؟ اور آپ نے کہا تھا کہ آپ سیاست میں قدم نہیں رکھنا چاہتیں۔'' وہ اب برآمدے میں کھڑا شکوہ کر رہا تھا۔ وہ اس کے قریب کھڑی تھی۔ یہاں اندھیرا تھا۔ نیچے روشنی تھی۔ یہاں کھڑے وہ دونوں کوئی تاریک سائے لگ رہے تھے۔

''میرے پاپا ایک سیاست دان تھے' میرے دادا دو بار گورنر رہے تھے' میں پھر بھی اس میدان سے دور رہوں گی' لیکن ہارون کی دوستی میں یہ

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سب کرنا پڑتا ہے۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ "اس سفید شال والی خاتون کو پہچانتے ہو؟" ابرو سے نیچے مہمانوں کی طرف اشارہ کیا۔ احمر نے اس طرف گردن گھمائی۔ وہاں چند اصحاب کے ساتھ ایک سفید شال والی عورت کھڑی بات کر رہی تھی۔ وہ شکل سے پٹھان لگتی تھی۔

"ان کو کون نہیں پہچانتا؟"

"گڈ!" چمکتی آنکھوں سے احمر کی آنکھوں میں جھانکا۔ "اس کو تباہ کر دو احمر۔ تمہارے پاس ایک مہینہ ہے اس کے اتنے اسکینڈل لیک کرو کہ وہ استعفیٰ دینے پہ مجبور ہو جائے۔"

ایک لمحے کے لئے احمر بالکل سناٹے میں رہ گیا۔ آسمان پہ بلند آواز میں پٹاخوں کے ساتھ آتش بازی ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

"مسز کاردار وہ کوئی عام عورت نہیں ہے۔ اس کا بھی سیاسی خاندان ہے' آپ جتنی امیر' آپ جتنی طاقتور ہے۔ اس سے دشمنی مول لینے کا کیا فائدہ؟ کل کو وہ ہم پہ جوابی حملہ کرے گی۔"

"اور تب تم ہو گے نا ہر حملے کا جواب دینے کے لئے۔ اس نے ایک پارٹی میں ہارون سے مس بی ہیو کیا تھا۔ میں ہارون پہ احسان کرنا چاہتی ہوں۔ گیٹ ٹو ورک۔ ایک مہینہ ہے تمہارے پاس!" اس کا شانہ تھپتھپا کر وہ مسکراتی ہوئی' میکسی سنبھالتی زینے اترتی گئی۔ احمر بے یقینی سے کھڑا رہ گیا' پھر چونکا جب ساتھ کوئی آ کھڑا ہوا۔

"تم میں کاردارز کے لئے اتنے بڑے کام کرنے کی ہمت نہیں ہے تو آگاہ کر دینا' میرے پاس ملازموں کی کمی نہیں ہے۔" سرد مہری سے کہہ کر ہاشم نے ایک تند نگاہ اس پہ ڈالی اور پھر زینے اتر کر لان کی طرف بڑھ گیا۔

احمر کو پہلی دفعہ محسوس ہوا کہ رات کتنی سرد تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈرا رہا ہے مسلسل یہی سوال مجھے

گزار دیں گے یونہی کیا یہ ماہ و سال مجھے

سرما کی اس دوپہر کورٹ روم میں معمول کی سماعت جاری تھی۔ جج صاحب سمیت تمام افراد توجہ سے کٹہرے میں کھڑے وردی والے پولیس اہلکار کو سن رہے تھے جو پراسیکیوٹر کے سوالوں کا جواب دے رہا تھا۔ کھٹا کھٹ ٹائپ ہونے کی آواز بھی پس منظر میں سنائی دیتی تھی۔

"اور جو نائن بور کا پستول فارس غازی سے برآمد کیا گیا' وہ آپ کی موجودگی میں برآمد کیا گیا؟" پراسیکیوٹر نے کہتے ہوئے گردن پھیر کر دفاع کی میز کو دیکھا۔ جہاں زمر قلم گھماتے ہوئے' آرام دہ سی بیٹھی سن رہی تھی' اور ساتھ بیٹھا فارس چبھتی ہوئی نظریں گواہ پہ جمائے ہوئے تھا۔

"جی۔ میں اس وقت اے ایس پی سرمد شاہ کے ساتھ موجود تھا۔" گواہ کہہ رہا تھا۔

(سرمد شاہ سمیت چند گواہوں کو پراسیکیوٹر نے give up کر دیا تھا۔)

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''پھر کیا ہوا؟''

''مجھے محرر نے اس رات ایک سربہ مہر پارسل میں وہ پستول دیا جو میں نے پوری حفاظت اور ذمہ داری سے فارنزک لیب میں بھجوا دیا۔ لیب کے رزلٹ کے مطابق وہی پستول قمر الدین کے قتل میں استعمال ہوا تھا۔''

پراسیکیوٹر نیچے اتر آیا اور زمر کو دیکھ کر ''آپ اگر جرح کرنا چاہیں!'' کہتا واپس اپنی کرسی پہ جا بیٹھا۔ (جس کا گواہ ہوتا ہے پہلے وہ سوال کرتا ہے پھر دوسرا وکیل اس گواہ پہ جرح کرتا ہے۔) وہ گہری سانس لے کر اٹھی اور سنجیدگی سے کٹہرے کے سامنے نیچے آ کھڑی ہوئی۔

''فارس غازی کو کس روز گرفتار کیا گیا تھا؟'' سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگی۔

''13 اکتوبر کی شام۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا۔''

''اور پستول کب برآمد ہوا؟''

''اسی وقت۔''

''اور آپ نے اسے لیب میں کب بھیجا؟''

وہ لمحے بھر کو چپ ہوا۔

''اگلی دوپہر۔''

''اسی دن کیوں نہیں؟ ورک ایتھکس کے مطابق آپ کو وہ پارسل اسی وقت لیب کو بھیجنا تھا۔ آپ نے وہ سولہ گھنٹوں بعد بھیجا۔ کیوں؟ جب کہ آپ کی برآمدگی کے وقت لیب کھلی تھی۔''

''مجھے ضروری کام سے گھر جانا تھا۔ اس لئے میں نے اس کو لاکڈ دراز میں ڈالا اور سوچا کہ صبح آ کر....'' مگر زمر نہیں سن رہی تھی۔ وہ جج صاحب کی طرف مڑی۔

''یور آنر! دفاع یہ چاہتا ہے کہ آپ پراسیکیوشن Exhibit ایف یعنی اس گن کو ڈسکوری میں سے خارج کر دیں۔ یہ ایسا ثبوت نہیں ہے جو شک وشبے سے پاک ہو۔''

''آبجیکشن یور آنر۔'' پراسیکیوٹر فوراً اٹھا۔ ''دفتری کاموں میں دیر سویر ہو جاتی ہے۔ یہ گن فارس غازی سے ملی ہے اس بات کے گواہ موجود ہیں۔''

''اس بات کے صرف دو گواہ تھے۔ سرمد شاہ کو پراسیکیوشن گیو اپ کر چکی ہے اور ان صاحب کی کریڈیبلٹی مشکوک ہے۔'' وہ دونوں ایک ساتھ تیز تیز بولنے لگے تھے۔ جج صاحب نے دونوں ہاتھ اٹھا کر زور زور سے خاموش کہا، پھر ہتھوڑا زور سے بجایا۔ وہ دونوں چپ ہوئے۔

''مسز زمر.... پراسیکیوٹر صاحب کا پوائنٹ درست ہے۔ دیر سویر ہو جاتی ہے۔ ہم اس ثبوت کو ڈسکوری سے نہیں نکال سکتے۔''

زمر کی آنکھوں میں استعجاب ابھرا۔ باری باری اس نے پراسیکیوٹر اور جج کو دیکھا، پھر سر کو خم دے کر خاموشی سے واپس آ کر بیٹھی۔ فارس نے

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

قدرے تعجب سے اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔ ''تم نے بحث کیوں نہیں کی؟''

''جج ان کا ہے۔'' وہ شدید ڈسٹرب نظر آ رہی تھی۔ فارس ''اچھا'' کہہ کر واپس پیچھے ہو کر بیٹھا۔ وہ اب بھی پرسکون لگتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسی کے دم سے تو قائم ابھی ہے تارِ نفس

یہ اک امید کہ رکھتی ہے پُرسوال مجھے

ملاقاتی بوتھ میں کرسی کے اوپر فارس آ کر بیٹھا تو شیشے کے پار براجمان لڑکی کو دیکھ کر چونک گیا۔ وہ زمر کی توقع کر رہا تھا مگر وہ سرخ اسکارف میں لپٹے چہرے اور نیچے لمبے وائٹ کوٹ میں ملبوس آبدار تھی۔ بلی جیسی سرمئی' چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ مسکرائی۔

''سلام!''

فارس نے ذرا کی ذرا نظر گھمائی۔ کمرے میں جا بجا ایسے ہی بوتھ قطار میں لگے تھے اور ایک دن میں ہزار سے اوپر قیدی اپنے رشتے داروں سے ملاقات کرتے تھے۔

''میں الگ کمرے میں بھی مل سکتی تھی مگر ایسے سوالات زیادہ اٹھتے۔'' وہ سرمئی آنکھیں فارس پہ جمائے رسان سے بولی تھی۔ فارس نے گہری سانس لی' ذرا سا آگے کو جھکا۔

''میرا کام کرنے کا شکریہ!'' دبی آواز میں بولا۔ خاور کو کس نے غائب کروایا ہے' اسے اب کوئی شک نہیں رہا تھا۔

''میں نے آپ کا کام نہیں کیا' اس نے میرے ہاتھ سے کاغذ چھینا تھا۔ میں تب بھی غیر جانبدار تھی' اب بھی ہوں۔'' وہ دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔

''پھر آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟'' اس کا لہجہ خشک ہو گیا۔

آبی نے ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالی۔ ''ملکہ نے دونوں قیدیوں کے سر قلم کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔''

وہ ایک دم بری طرح چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ گویا سانس تک رک گیا ہو۔

''مجھے افسوس ہے' میں ان کے لئے مزید کچھ نہیں کر سکتی۔ نہ پرانے قیدی کے لئے' نہ نئے قیدی کے لئے۔ میں نے کہا ہے کہ میری اس سے ملاقات تک اس کو نہ مارا جائے' مگر وہ چند دن سے زیادہ انتظار نہیں کریں گے۔''

''وہ اسے نہیں مارے گا۔'' اس نے سختی سے کہا تھا۔

'فارس غازی! ''وہ'' اس حکم سے اس کی تکمیل تک بے خبر رہے گا۔ یہ حکم اس کی ماں نے دیا ہے۔ خیر' میرا کام تھا بتانا' اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتی۔ آپ کچھ کر سکتے ہیں تو کر لیجئے۔''

فارس نے پلکیں اٹھا کر زخمی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ ان میں شدید غصہ اور برہمی تھی۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''آئی ایم سوری۔'' وہ ذرا نرم ہوئی۔ ''آپ جیل میں ہیں' کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر آپ ملزم ہیں۔ متہم فرزندِ نازنینِ قانون است۔ (ملزم قانون کی محبوب اولاد ہوتا ہے۔) باہر نکلئے اور اسے خود بچائیے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتی۔'' سرگوشی میں کہہ کر وہ اٹھ گئی۔

اسی پل پیچھے سے زمر آتی دکھائی دی۔ اور اگلے ہی پل وہ ٹھٹکی۔ سرخ اسکارف والی لڑکی فارس کے سامنے بیٹھی تھی۔

فارس نے دبی زبان میں کچھ کہا (مجھے کچھ دن دو۔ کچھ دن کے لئے ان کو ٹالو) جو زمر کو وہاں سے سنائی نہ دیا۔ لڑکی نے کندھے اچکائے اور مڑ گئی۔ زمر کے ابرو بھنچے۔ آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں۔ وہ لڑکی کی چھوڑی جگہ پہ آ بیٹھی۔

''یہ کون تھی؟''

وہ نگاہیں جھکائے سوچ میں گم تھا۔ مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔ پشاوری چپل میں مقید پیر کا انگوٹھا مسلسل ہلا رہا تھا۔ وہ پریشان تھا مضطرب تھا' مگر ضبط سے بیٹھا تھا۔

''میں پوچھ رہی ہوں یہ کون تھی؟'' اب کے وہ درمیانی شیشہ کھٹکھٹا کر زیادہ درشتی سے بولی تھی۔ فارس نے آنکھیں اٹھائیں اور ایک سپاٹ اچٹتی نظر اس پہ ڈالی۔

''میری پرانی گرل فرینڈ تھی' کوئی مسئلہ ہے آپ کو؟''

زمر کو اس جواب کی توقع نہیں تھی۔ جبڑے بھینچے اور آنکھوں میں ناگواری عود آئی۔ بنا کچھ کہے سیدھی ہو کر بیٹھی اور خشک انداز میں بات کرنے لگی۔ فارس اسی طرح بیٹھا رہا۔ سُن' پریشان' شل' بے چین۔

جیل سے نکلنے اور سعدی کے اغوا کے بعد سے اب تک اس کے پاس ہر مسئلے کا حل ہوتا تھا۔ سب پلان کے مطابق جا رہا تھا۔ گرفتاری غیر متوقع تھی مگر وہ اس کی تیاری پہلے کر چکا تھا۔ صرف ایک یقین دہانی تھی کہ ہاشم سعدی کو نہیں مارے گا۔ یہ یقین دہانی بہت مضبوط، بہت پختہ تھی۔

مگر آج وہ نہیں رہی تھی' اور وہ بالکل شل بیٹھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ شہرِ ہجر عجب شہرِ پُر تحیر تھا

بہت دنوں میں تو آیا ترا خیال مجھے

کولمبو میں اس اونچے ہوٹل کے اندھیر تہہ خانے میں میری کچن میں سبزی کاٹ رہی تھی جب گارڈز اس کے پاس آئے' اور اسے کچھ کہا۔ وہ حیران سی ان کو دیکھنے لگی۔ پھر ان کے ساتھ چل پڑی۔ سیکیورٹی چیک پوائنٹس سے گزر کر وہ لفٹ میں داخل ہوئے جو ہوٹل کے کچن کی پینٹری میں رکی۔ جب کسی کو آنا جانا ہوتا تو ہیڈ شیف پینٹری کو خالی کرا کے وہاں پہریداری پہ کھڑا ہو جاتا تھا۔ پینٹری کی دیوار کے اندر نیچے جانے کا راستہ ہے یہ وہاں کسی کو معلوم نہ تھا۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

میری کو جب کچن سے گزار کر وہ دونوں اوپر لے جا رہے تھے تو وہ گردن موڑ موڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں حیرت اور تعجب تھا۔ اسے جہاز سے آنکھوں پہ پٹی باندھ کر (''بلائنڈ فولڈ'' کر کے) لایا گیا تھا اور اتنے ماہ بعد وہ بالآخر اتنی روشنی دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ اسے ایک کمرے میں لے آئے۔ میری ہچکچاتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ پرتعیش طریقے سے آراستہ سنہری تھیم میں سجا کمرہ تازہ پھولوں کی مہک میں بس تھا۔ وہ سوئیٹ کے ایک حصے سے دوسرے میں چلتی آئی جوسٹنگ ایریا کے طور پہ استعمال ہوتا تھا۔ وہاں ایک بڑے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے مسکراتی ہوئی جواہرات بیٹھی تھی۔ تازہ بوٹوکس کے باعث اس کی جلد مکھن کی طرح ملائم اور دمک رہی تھی۔ سیاہ فلٹر ہلٹنگ ٹاپ اور سیاہ اسکرٹ میں ملبوس' بھورے بال چہرے کے ایک طرف ڈالے' وہ بڑی شان سے بیٹھی تھی۔

''بیٹھو میری انجیو!'' دو انگلیوں سے اسی شان سے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میری متذبذب سی وہاں آ کر بیٹھی۔

''مسز کاردار' میں....''

''نہیں میری۔ میں بولوں گی۔ تم سنو گی۔ آج یہاں تم بولنے کے لئے نہیں لائی گئی۔'' میری نے زبان دانتوں تلے دبالی۔

''میں ماضی کو نہیں کریدوں گی' مگر تمہارے بارے میں میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ ہم دونوں جانتے ہیں کہ تم کیا کچھ جانتی تھیں' مگر تم نے ہاشم کے سامنے وہ باتیں نہیں دہرائیں۔ میرا نہیں خیال یہ تم نے سعدی کے گرینڈ پلان میں مدد دینے کے لئے کیا ہے۔ تم نے یہ... میرے لئے کیا ہے۔ کیونکہ تمہیں تمہاری جاب واپس چاہیے۔ میں' میری انجیو.....'' سینے پہ ایک انگلی سے دستک دی۔ مسکراتی آنکھیں اس پہ جمی تھیں۔ ''میں تمہیں تمہارا کھویا ہوا مقام واپس دلاؤں گی۔ تم قصرِ کاردار واپس آؤ گی' اور میرے اسٹاف کی ملکہ تم ہی ہو گی۔ تم ہمیشہ سے یہ چاہتی تھیں کہ میں تم پہ بھروسہ کروں۔ آج میں تم پہ بھروسہ کرتی ہوں۔ مجھے تمہاری وفاداری کا یقین آ گیا ہے۔ اورنگزیب تمہارے بارے میں ٹھیک کہتا تھا۔''

میری بس یک ٹک' گنگ سی اسے دیکھے گئی۔

''وہ دونوں بھاگنے کا پلان کر رہے ہیں' میں جانتی ہوں۔ تم ان کا ہر پلان مجھے بتاؤ گی۔ تم میری' ان کو بھاگنے نہیں دو گی۔ صرف چند دن تک۔ پھر تم قصرِ کاردار واپس آ جاؤ گی۔ چاہوں تو ابھی لے جاؤں تمہیں' مگر جواہرات کاردار کا بھروسہ بھیک میں نہیں ملتا۔ اسے کمانا پڑتا ہے۔ تو تم اسے کماؤ۔ سعدی کی دوستی کو بھول جاؤ۔ اپنے حفظِ ذات کے بارے میں سوچو۔ صرف اپنے بارے میں!'' اور ہاتھ کو بے نیازی سے لہرا کر اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ مسکراتی نظریں اب بھی اس پہ جمی تھیں۔ میری مرے مرے قدموں سے اٹھی اور واپس جانے کو مڑی۔

''تمہیں بتایا گیا تھا کہ یہ انڈیا ہے۔۔ ہے نا؟'' اس کے الفاظ پہ میری چونک کر مڑی۔

''مگر یہ سری لنکا ہے۔ دیکھ لو' ہاشم کو تم پہ اعتبار نہ تھا' جانتا تھا تم سعدی کو سچ بتا دو گی۔ مگر مجھے......اب...تم پہ......بھروسہ......ہے!''

میری انجیو بالکل لاجواب ہو گئی تھی۔ واپسی کا سفر اس نے شل دماغ کے ساتھ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Nemrah Ahmed: Official

#TeamNAO

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

حالت میری نہ مجھ سے معلوم کیجیے

مدت ہوئی ہے مجھ سے میرا واسطہ نہیں

کلب میں مدھم بتیاں جلی تھیں۔ موسیقی بھی مدھم تھی۔ بار کاؤنٹر پہ دونوں کہنیاں رکھ کر اونچے اسٹول پہ بیٹھی شہرین بھرے ہوئے گلاس کے منہ پہ انگلی پھیر رہی تھی۔ نگاہیں بارٹنڈر کے عقب میں کھڑے ریک پہ جمائے وہ کسی سوچ میں گم تھی جب دوسری سمت سے نوشیرواں آتا دکھائی دیا۔ وہ اکھڑے' تنے تاثرات چہرے پہ سجائے' جیکٹ اتار کر ملازم کو دیتا رک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شہری کو دیکھ کر ابرو بھینچے۔ پھر اس کے قریب اسٹول پہ بیٹھا۔ اس کے آگے جھک کر چٹکی بجائی۔ وہ چونک کر اس جانب گھومی۔

آج اس کا لباس سیاہ تھا اور میک اپ قریباً ندارد۔ آنکھوں تلے حلقے چھپانے کے باوجود دکھائی دے رہے تھے۔ شیرو کو دیکھ کر تھکے تھکے انداز میں سنہری بالوں میں انگلیاں پھیر کر ان کو پیچھے جھٹکا۔ ''تم کدھر؟''

''پریشان لگ رہی ہیں۔ وجہ؟''

''تمہارے بھائی کے ہوتے ہوئے کیا وجہ ہو سکتی ہے؟'' بوجھل آنکھوں اور تھکی آواز میں کہتی گلاس کو دو گھونٹ میں خالی کر کے کاؤنٹر پہ پرے دھکیل دیا۔

''میری بیٹی مجھ سے لی لے' کمپنی میں مجھے شیئرز نہیں دیے۔ یہ مت کہنا کہ اس بارے میں تمہیں کچھ معلوم نہیں۔ میں شدید ڈپریشن کا شکار ہوں۔ اوپر سے سونی کہہ رہی تھی' تمہاری ممی نے اسے کہا ہے کہ ہاشم جلد دوسری شادی کرنے والا ہے۔ سب کے پاس اپنی اپنی زندگی ہے۔ ایک میں ہی قصرِ کاردار کے گرد بھنورے کی طرح منڈلاتی رہتی ہوں۔'' اس نے دونوں ہاتھوں سے کنپٹیاں سہلائیں۔ ''اور کیا قصور تھا میرا؟ صرف یہی کہ سعدی سے ذرا سی دوستی تھی میری؟ کیا میں پوچھتی ہوں ہاشم سے کہ اس کی کس کس سے دوستی ہے؟ ہونہہ۔''

مہینوں بعد ..... نوشیرواں سعدی کے ذکر پہ بےزار نہیں ہوا بلکہ آنکھوں میں عجیب چبھن سی در آئی۔

''کتنا اچھا ہوتا اگر یہ سعدی لوگ ہماری زندگیوں میں نہ آئے ہوتے شہری۔'' وہ نفرت کی آنچ لئے بولا تھا۔

''بالکل!'' اس نے گویا کراہ کر کہا تھا۔ وہ اس سے زیادہ متفق نہیں ہو سکتی تھی۔

''وہ خاندان خود کو بہت پارسا سمجھتا ہے۔ جیسے وہ اچھے اور ہم برے ہیں۔ ہر وقت وہ دونوں بہن بھائی اپنے غرور میں مجھے نیچا دکھانے کی کوشش کرتے تھے۔ کیا ان باتوں پہ گناہ نہیں ہوتا؟ کیا سارے گناہ امیروں کے ہوتے ہیں؟ یہ مڈل کلاس لڑکے لڑکیاں ..... یہ اپنے اعتماد کی آڑ میں کسی کو کتنا ہرٹ کر جائیں' ان کو سب معاف ہے؟''

''کیا ہاشم نے سعدی کو ویسے مارا جیسے اس دن مجھے مارا؟ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا؟ نہیں نا۔ اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ میری کم ہے۔'' شہری کے غم مختلف تھے۔

''کبھی کبھی دل چاہتا ہے شہری کہ ان کی انیکسی کو آگ لگا دوں۔ سعدی سمیت ان سب کو مار دوں۔ ایک ہی دفعہ یہ سارا خاندان مٹ

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

جائے۔'' وہ منتقم مزاجی سے کہہ رہا تھا۔'' آخر ہم قاتل ہی ہیں نا تو ہم قاتل ہی اچھے۔ بس یہ لوگ ہماری جان چھوڑ دیں۔ ہم سے دور چلے جائیں۔ یہ لوگ.... یہ لوگ کسی آسیب کی طرح ہیں۔ جب تک ہمارے ارگرد رہیں گے' ہمیں بری خبریں ہی ملتی رہیں گی۔ میرا باپ مجھ سے ناراض حالت میں مرا' صرف.... صرف انہی کی وجہ سے۔ میرے باپ کی موت کی وجہ بھی یہی لوگ ہیں۔'' وہ شدید کرب سے دھیرے دھیرے کہتا جا رہا تھا۔ آنکھوں میں تپش تھی اور دل جل رہا تھا۔ شہری نے ناک سکوڑ کر شانے اچکائے۔

''واٹ ایور۔ ان کے مرنے سے میرے مسئلے تو نہیں حل ہوں گے نا۔'' یہاں پہ شہری کو اختلاف تھا۔

شیرو نے سر جھٹکا اور بارٹنڈر کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ حالانکہ اب اس کا دل کسی چیز کے لئے نہیں چاہ رہا تھا۔ باپ کے ذکر نے ایک دم سب کچھ جلا دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کولمبو کے اس سرد اور خاموش تہہ خانے میں میری انجیو خاموشی سے کچن میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ اس کی نظریں کسی غیر مرئی نقطے پہ جمی تھیں۔ اس کے سامنے سعدی کے کمرے کا دروازہ مقفل نظر آ رہا تھا۔

دروازے کے پار.... وہ سینے پہ بازو لپیٹے کھڑا تند ہی سے خاور کو دیکھ رہا تھا۔

''مجھے یہ سب سیکھ کر کیا ملے گا؟'' وہ بے زار ہوا۔ خاور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا سعدی کے مقابل آ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ سپاٹ اور آنکھیں سنجیدہ تھیں۔

''یہ سلیف ڈیفینس کے لئے ہے۔ تم میری لائف لائن ہو' میں تمہیں مرنے نہیں دینا چاہتا۔'' اس نے سعدی کے دونوں ہاتھ پکڑے، اور اس کو ذرا ادھر ادھر کھینچ کر درست کھڑا کیا۔

''خاموشی کو سننے کی عادت ڈالو۔ خاموشی کو دیکھو۔ محسوس کرو۔ میرے ہاتھوں کو دیکھو۔ میرے پیروں کو دیکھو۔'' وہ آہستہ آہستہ ہاتھ گھماتے ہوئے کہہ رہا تھا' اور سعدی الرٹ سا اس کو دیکھ رہا تھا۔

''اس کو روکو!'' اس نے ایک دم اپنا ہاتھ تلوار کی طرح سعدی کے بازو پہ مارنا چاہا تو سعدی نے تیزی سے اپنی کلائی جوابی تلوار کی طرح اسکی کلائی سے ٹکرائی۔

''ہاتھ کو درست رکھو۔ ایسے۔'' وہ اب اس کو کلائی سے پکڑے بولتے ہوئے سکھا رہا تھا۔

دفعتاً سعدی نے اس کے کندھے سے اوپر دیوار پہ کچھ دیکھا۔ ''کیا یہ نشان تم نے لگایا ہے؟''

''کیسا نشان؟'' خاور نے چہرا موڑ کر دیکھا۔ وہاں کوئی نشان نہیں تھا۔ اس نے چہرہ جیسے ہی واپس پھیرا، سعدی کا زوردار مکا اس کے منہ پہ پڑا۔ لمحے بھر کو اس کا دماغ گھوم گیا۔

سعدی نے مٹھی کو چہرے کے قریب لے جا کر اس میں پھونک ماری۔ ''واؤ۔ اب میں بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ چلو ٹریننگ جاری رکھتے

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہیں۔''

خلافِ توقع خاور برا مانے بغیر سر جھٹک کر واپس سامنے آ کھڑا ہوا۔

باہر بیٹھی میری ہنوز کسی گہری' اندھی سوچ میں گم تھی۔

ان سے دور..... سرما کی اس سرد رات میں جیل کا وہ تاریک بیرک خاموش پڑا تھا۔ فارس مسلسل' دائیں سے بائیں ٹہلتا شدید اضطراب کی حالت میں لگتا تھا۔ آتش دیوار سے لگا' اکڑوں بیٹھا' منہ میں کچھ چباتا اسے صبر سے دیکھتا رہا۔

''ایک نصیحت کی تھی تمہیں۔ دشمن پہ ترس نہ کھانا۔ تم نے وہی کیا۔ اگر نہ کیا ہوتا تو آج جیل میں نہ ہوتے۔'' اس کا اشارہ اے ایس پی کی طرف تھا۔

''اس پہ نہیں' اس کے بچے پہ ترس آیا تھا مجھے۔ اور زیادہ دماغ نہ خراب کرو میرا۔'' سلاخوں تک رکا' دونوں ہاتھوں سے ان کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ چہرے پہ بےبسی اور آنکھوں میں غصہ تھا۔

''ایسے نہیں ٹوٹیں گی یہ۔ جب تم پہلی دفعہ جیل میں آئے تھے تب بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ بڑے عرصے بعد پرانا غازی نظر آیا ہے۔''

''پریشان ہوں میں!'' وہ وہاں کھڑا' بےبسی بھری برہمی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ پیچھے زمین پہ بیٹھا آتش مسکرایا۔

''تم پریشان نہیں ہو۔ تم خوفزدہ ہو۔''

''ہاں میں خوفزدہ ہوں۔ وہ میری بہن کا بیٹا ہے۔ وہ بچہ ہے۔ کم عمر ہے۔ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پہلی دفعہ لگا ہے کہ وہ اسے مار دیں گے۔'' پھر وہ تہیہ کر کے اس کی طرف گھوما۔ ''مجھے یہاں سے نکالو۔ اپنے آدمیوں سے کہو مجھے باہر لے جائیں۔ میں اسے وہاں سے نکال لاؤں گا۔''

''چچ چچ۔'' آتش نے افسوس سے سر کو نفی میں ہلایا۔ ''بہت عرصے بعد پرانا غازی نظر آیا ہے۔ کیا سکھایا تھا تمہیں جیل میں چار سال؟ وہ تمہارے ہاتھ قید کر سکتے ہیں' تمہارا دماغ نہیں۔ باہر نکل کر کیا کرو گے؟ خاندان کے ایک لڑکے کو بچانے جاؤ گے اور باقی عورتوں کو پیچھے تنہا چھوڑ جاؤ گے؟ پولیس کیا کرے گی تمہارے گھر والوں کے ساتھ' ہم دونوں کو علم ہے۔ غازی..... ہاتھوں سے مت سوچو! دماغ سے سوچو!''

فارس بائیں ہاتھ سے کنپٹی مسلتا سر جھکائے کھڑا رہا۔ کتنی ہی دیر۔

''کہتے ہو تو تمہیں باہر نکال دیتا ہوں' لیکن یہ عقلمندی نہیں ہو گی۔ دماغ سے سوچو' تم اس وقت اس کے لیے کیا کر سکتے ہو؟''

فارس سلاخوں سے ماتھا ٹیکے' آنکھیں موندے کھڑا رہا۔ کھڑا رہا۔ پھر اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔ اس نے چہرہ اٹھایا۔ سنہری آنکھوں میں سوچ تھی۔ ٹھنڈی گہری سوچ۔

''شوکت کہاں ہوتا ہے آج کل؟'' اس نے بدلی ہوئی' ٹھہری ہوئی آواز میں آتش سے اس کے ایک پرانے ساتھی کا پوچھا۔

''جہاں بھی ہے' تمہارا کام کل ہی کر دے گا۔ بول کیا کام ہے؟'' وہ دل سے خوش ہوا تھا۔ اسے پرانا غازی نہیں پسند تھا۔ اسے یہ والا غازی

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

پسند تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کسے خبر کہ تہہ خاک آگ زندہ ہو

ذرا سی دیر ٹھہر اور دیکھ بھال مجھے

سرما کے دھند لکوں میں انیکسی ڈوبی کھڑی تھی۔حنین خوابیدہ چہرے کے ساتھ کچن کی گول میز پہ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔وہ اب بھی فجر کے لئے نہیں اٹھتی تھی۔الارم بھی نہیں لگاتی تھی۔الارم کے باوجود نہ اٹھی تو؟ ڈر لگتا تھا۔مگر باقی کی چار نمازیں پڑھنے لگی تھی۔ٹیچر نے کہا تھا کہ جس وقت بھی اٹھو فجر پڑھ لو۔وہ ساڑھے سات بجے فجر پڑھ لیتی تھی۔قضا اور روشن۔مگر گلٹ کم تھا۔ناشتہ کرتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر ایک سرسری نظر دوڑائی۔زمر سیاہ کوٹ میں ایک فائل پڑھتی چائے پی رہی تھی۔بالکل منہمک سی۔اسامہ اسکول یونیفارم میں' ناشتہ جلدی جلدی کر رہا تھا۔ندرت بھی تیزی سے کام سمیٹتی' ریسٹورانٹ جانے کی تیاری میں تھیں۔

ایک میں ہی ہوں' نکمی اور ناکام! اس کا ڈپریشن بڑھنے لگا۔ست روی سے لقمے زہر مار کرنے لگی۔تبھی بیل ہوئی۔ندرت باہر کو لپکیں۔حنین کو صداقت کی آواز سنائی دی تھی۔(اسے گاؤں سے آج صبح واپس آنا تھا) وہ سر جھکائے کھاتی رہی۔تبھی اسامہ اس کے قریب کھسکا۔

''بھابھی آ نہیں رہی۔بھابھی آ گئی ہے۔'' حنہ نے چونک کر سر اٹھایا۔دور سامنے' داخلی دروازے پہ ندرت مسکرا کر صداقت اور اس کے ساتھ ایک لڑکی کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔صداقت کی عمر کی (یعنی حنین سے چھوٹی) سانولی' دبلی پتلی' بالوں کی کس کر چوٹی کیے' مگر تھوڑا سا سنہری زیور پہنے وہ گاؤں کی مزارعن جیسی لگتی تھی' مگر صاف ستھری اور اچھی تھی۔

''حنہ....صداقت کی بیوی کا نام کیا ہوگا؟ امانت؟'' سیم پھر اس کے کان میں گھسا۔

''اور ان کے بچوں کا خیانت۔خباثت!'' دونوں بہن بھائی ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسے۔زمر نے نگاہ اٹھا کر ان کو دیکھا تو ان کی مسکراہٹ فوراً سمٹ گئی۔

اس کا نام امانت نہیں تھا' حسینہ تھا۔سیم نے تو خیر بمشکل ہنسی کا گلا گھونٹا مگر حنین کھانسی کے بہانے تھوڑا بہت ہنس گئی۔خیر' سب نے اٹھ کر حسینہ بی بی کو خوش آمدید کہا۔ندرت نے جانے سے پہلے اسے کچن دکھایا' کام سمجھایا (اب آ گئی ہے تو کیا نخرے اٹھانے۔پہلے دن سے کام پہ لگے گی تو آگے عادت ہو گی۔) اور پھر یکے بعد دیگرے سب گھر سے رخصت ہو گئے۔صداقت نیچے بڑے ابا کے کمرے میں چلا گیا اور حنین سائیں سائیں کرتے خاموش گھر میں ادھر ادھر ٹہلتی' بالآخر اوپر اپنے کمرے میں آ گئی۔ایک ست نظر در و دیوار پہ ڈالی۔یہ کمرہ اتنا بکھرا بکھرا کیوں لگتا تھا؟ جیسے چیزوں کا رش لگا ہے۔مگر کہاں سے صفائی شروع کرے اور کون کرے؟

کچھ دیر بور ہوتی رہی پھر نیچے آئی تو حسینہ دوپٹہ کسے' کچن صاف کر رہی تھی۔لمحے بھر کو حنہ سیڑھیوں کے اختتام پہ ٹھہری گئی۔کچن کا ڈنڈا بھی صاف نہیں کیا تھا اس نے' میلے برتن اکٹھے کر کے سنک میں رکھے تھے' اور فرش کا جھاڑو لگایا تھا۔مگر کچن....وہ کچن جس کو وہ اس ایک ہفتے میں

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

رگڑ رگڑ کر تھک گئی۔ وہ کچن یکدم چمکنے لگا تھا۔ صاف ستھرا، نکھرا نکھرا۔

وہ الجھی ہوئی سی اوپن کچن کے دہانے پہ آرکی۔

''یہ تم نے ... کیسے صاف کیا؟'' تذبذب سے بولی تھی۔ ڈسٹ بن کا ڈھکنا شاپر لگاتی حسینہ مڑی اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

''باجی اللہ جہنم رسید کرے میری پھپھی کو بڑی ہی کوئی فتنہ عورت تھی، وہ....''

''اے ... ایسے نہیں کہتے فوت ہوؤں کو۔'' وہ ڈپٹ کر بولی۔

''جی باجی مگر وہ پوری فوت نہیں ہوئی۔ بدروح اب بھی پورے گاؤں میں منڈلاتی ہے' مگر ایک بات وہ ہمیشہ کہتی تھی کہ شانو... شانو مجھے پیار سے بلاتے ہیں... وہ کہتی تھی' شانو جب تک کسی کمرے کے چاروں کونوں سے رگڑ رگڑ کر گند یا چیزیں نہ نکالی جائیں' تب تک کمرے کی لاکھ صفائی کرلو، صفائی نہیں لگے گی۔ فرش کے کونے صاف کیے میں نے اور اس شیلف (کاؤنٹر ٹاپ کے لیے پنڈ میں بولے جانے والا لفظ) کے کونوں میں رکھی ساری چیزیں اٹھالیں۔ باجی' جب کونے خالی ہو جائیں تو صفائی ہوتی ہے۔ کونوں کو ہمیشہ خالی رکھنا چاہیے۔ اب دیکھیں نا باجی' ہیں ہم گاؤں کے لوگ' مگر یہ باتیں صرف ہم ہی لوگ جانتے ہیں' ورنہ آج کل کے موئے کمپیوٹر تو یہ باتیں نہیں سکھا سکتے۔'' ایک سوال کیا پوچھ لیا' تازہ تازہ اسلام آباد آئی ٹمیارن کو اپنا احساسِ کمتری چھپانے اور رعب ڈالنے کا موقع مل گیا۔ عام حالات میں حنین بہت کچھ کہتی (مثلاً' یہ صداقت گاؤں میں جا کر سب کو بتاتا ہے کہ مالکن کی بیٹی سارا وقت کمپیوٹر پہ بیٹھی رہتی ہے؟) مگر ... اس حسینہ نے ایسی بات کہہ دی تھی جو حنہ کے دل کو ایک دم جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی۔

''غلط! بالکل غلط!'' وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں بولی تھی۔ ''تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ کمپیوٹرز انسان کو کیا کچھ سکھا سکتے ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ فوراً واپس اوپر کو بھاگی' پھر رکی۔

''سنو' زیادہ باتیں نہ بنایا کرو۔ ہمارے گھر میں زیادہ بولنے والوں کو پسند نہیں کیا جاتا۔ اور دھیان سے کام کرو۔'' رعب سے ڈپٹ کر تیز تیز سیڑھیاں چڑھتی گئی۔ (حسینہ بڑبڑاتے ہوئے جھاڑو دینے لگی۔)

اپنے اور ندرت کے کمرے میں آ کر حنہ فرش پہ بیٹھی اور بیڈ پہ لیپ ٹاپ رکھ لیا۔ گوگل صاحب اپنا خالی چوکھٹا لیے مسکرا کر اس کو دیکھ رہے تھے۔

صداقت کی شادی کے دنوں میں جب اسے گھر صاف کرتے وقت اپنی غلطیاں سمجھ نہیں آتی تھیں تو سوچا امی سے پوچھے (مگر امی ڈانٹیں گی کہ جب پہلے کہتی تھی' تب کیوں نہیں سنا؟) کبھی سوچا بڑے ابا کو فون کرے (اونہوں۔ پھر تو ان کی اخلاقی فتح ہو جائے گی کہ پوتی نکمی ہے۔) کبھی خیال آیا... زمر (مگر یہاں انا آڑے آ گئی۔) سیم سے پوچھنا اپنی بے عزتی کروانے کے مترادف تھا۔ صرف سعدی تھا جو سب کی سنتا' سب کی مدد کرتا تھا مگر سعدی نہیں تھا۔

لیکن گوگل بھی تو تھا۔ اس کا پرانا دوست۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اس نے پوچھا (کی بورڈ پہ انگلیاں چلاتے ہوئے) کیسے رکھا جائے اپنے کمرے کو صاف اور آرگنائزڈ؟

لمحے بھر میں جوابات نگاہوں کے سامنے چمکنے لگے تھے، اور یہ پہلی دفعہ تھا جب حنین ذوالفقار یوسف خان نے وہ دنیا دریافت کی تھی جو گھر سے باہر نہیں تھی، بلکہ وہ جو گھر کے اندر تھی۔

''صاف لڑکی وہ ہوتی ہے جو گند الماریوں میں نہ پھینکے، بلکہ ڈسٹ بن میں پھینکے۔'' گوگل اسے سمجھا رہا تھا۔ ''اپنی الماریوں سے شروع کرو۔ سارا سامان.... اور سارے سے مراد ہے.... سارے کا سارا سامان باہر نکالو۔ تین ڈبے بناؤ۔ ایک ردی کا۔ ایک خیرات کا۔ اور ایک وہ جو تمہارا ہے۔'' وہ شاید گھنٹہ بھر بالکل سن سی، یک ٹک پڑھتی رہی، پھر اس نے آستین اوپر چڑھائے، دوپٹہ کسا، بال باندھے۔ ایک عزم سے اپنے کمرے کو دیکھا۔ آنکھوں میں چمک لیے وہ اونچا سا بولی تھی۔

''میں اس ملک کی سب سے آرگنائزڈ لڑکی بننے جا رہی ہوں۔'' (شکر ہے سیم نہیں تھا، ورنہ اتنا ہنستا کہ بس!)

حنین ہمیشہ سمجھتی تھی کہ سگھڑ لڑکیاں وہ ہوتی ہیں جو چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی سنبھال کر رکھتی ہیں۔ غلط۔ وہ کنجوس اور گندی لڑکیاں ہوتی ہیں، کیونکہ سنبھالنے کے لیے رکھی چیزوں میں سے اکثر ''گند'' ہوتی ہیں۔

اس نے الماریاں خالی کیں۔ دراز الٹے۔ شیلف کا سامان بھی فرش پہ ڈھیر کیا۔ چیزیں، چیزیں، چیزیں۔ ہم بذاتِ خود کتنی گندی میلی قوم ہیں۔ ردی سے الماریوں کو بھر کر رکھتے ہیں۔ مگر اب مزید نہیں۔

گوگل نے کہا تھا، ہر وہ چیز جو تم نے پچھلے دو سال سے استعمال نہیں کی، وہ پھینکو۔ قابلِ استعمال چیز خیرات کر دو اور صرف ضرورت کی چیز واپس رکھو۔ اس نے بھی تین ڈھیر لگانے شروع کیے۔ میک اپ کا ایکسپائرڈ پرانا سامان، پرانی چوڑیاں، پرانے کپڑے، کاغذ، کاپیاں، کتابیں، جوتے، سوکھے ہوئے قلم، خالی ڈبے۔ اف اتنا گند۔ جب اس کے تینوں ڈھیر مکمل ہوئے اور وہ اٹھی تو کمر دکھ رہی تھی، مگر حسینہ کو آواز نہ دی (انا!) خود ہی کوڑے والے بڑے سیاہ شاپروں میں سب ڈالا اور باہر رکھ آئی۔ کچن سے اخبار یں اٹھائیں، اور اپنی الماریوں میں بچھائیں۔ شیلف صاف کیے۔ چیزیں درست کر کے، جوڑ کے رکھیں۔ دراز صاف اور ہلکے ہوگئے۔ جب ساری الماریاں اور دراز اندر سے صاف ہو چکے تو وہ جالوں والا ڈنڈا لائی، ہر کونے سے جالے صاف کیے۔ گوگل کہتا تھا، پھول جھاڑو سے دیواروں پہ بھی جھاڑو لگاؤ۔ جو حکم۔ وہ بھی کیا۔ پھر گیلی اخبار سے شیشہ صاف کیا۔ گیلے کپڑے سے ڈسٹنگ کی۔ جھاڑو لگایا۔ صوفے اور پلنگ دھکیل دھکیل کر، اور بالخصوص کونوں سے جھاڑو لگایا۔ رگ کو ویکیوم کیا۔ فرش پہ موپ لگایا۔ (موپ دھونے کی ہمت نہیں تھی، وہ ایسے ہی کچن میں حسینہ کو دے آئی)۔ اب (ٹوٹتی کمر کے ساتھ) واپس آ کر کمرہ دیکھا تو طمانیت کا احساس ہوا۔ مگر ہاں، بیڈ شیٹ رہ گئی۔ جلدی سے اسے تبدیل کیا۔ اُف سب اتنا نکھر گیا تھا۔ صاف چمکتا ہوا۔ گردن اٹھائی تو دل دھک سے رہ گیا۔ پنکھے پہ جالے تھے۔

اوہ نو۔ وہ کمر پہ ہاتھ رکھ کر کراہی تھی۔ اب اگر اوپر جالوں والا جھاڑو مارا تو سارے کمرے کی صفائی کا بیڑہ غرق ہو جانا تھا۔ کیا کرے؟ دوڑ کر گوگل سے پوچھا۔ جواب پا کر سکھ کا سانس لیا۔ کمرے کے وسط میں میز کھینچ کر رکھی، اوپر اسٹول رکھا، اور پرانا تکیے کا کور لیے اوپر چڑھی۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ایک ایک پہ باری باری کور چڑھایا' اور رگڑ رگڑ کر جالے اس کے اندر اتار لیے۔ پنکھا گزارے لائق صاف ہو گیا۔ جالے نیچے بھی نہیں گرے۔ اب جب نیچے کھڑے ہوئے حنین نے گردن گھما گھما کر اپنے کمرے کو دیکھا تو دل میں سکون سا ابھر گیا۔ ایک تشفی کا احساس تھا کہ یہ کمرہ اندر تک' الماری کے دروازوں اور نہاں خانوں تک صاف ستھرا ہے۔ صفائی کا احساس... طمانیت... انمول ہوتی ہے۔

اس سارے میں اس کی حالت شدید دگرگوں ہو چکی تھی مگر وہ خوش تھی۔ بے حد خوش۔ صاف استری شدہ کپڑے نکالے۔ نہا دھو کر' بال برش کر کے' پرفیوم لگا کے نماز پڑھی' نیچے جا کر کھانا کھایا اور پھر کمرے میں آ کر کمبل تان کر سو گئی۔ بڑی کوئی میٹھی نیند تھی جو اس وقت اسے آئی تھی۔

حنین کی آنکھ باتوں کی آواز سے کھلی تھی۔ بمشکل اس نے آنکھیں کھولیں اور کمبل ہٹا کر دیکھا۔ مغرب ہو چکی تھی اور کمرے کی بتیاں جلی تھیں۔ وہاں اسامہ اور ندرت کھڑے زمر سے بات کر رہے تھے جو کوٹ اور پرس اٹھائے چوکھٹ میں کھڑی ستائشی انداز میں کہہ رہی تھی۔

''واقعی بھابھی' اس نے آج بہت کام کیا ہے۔ آپ کا کمرہ تو چمک رہا ہے۔'' حنین نے پلکیں جھپکیں۔ کہنی کے بل اٹھی۔ (کمر ابھی تک اکڑی ہوئی تھی۔)

''پنکھا' لائٹس' ہر شے صاف کی ہے۔ الماریاں تک جوڑی ہیں۔'' ندرت کی آواز میں ستائش تھی۔ حنہ خوابیدہ آنکھوں اور لبوں پہ معصوم مسکراہٹ کے ساتھ اٹھ بیٹھی۔ دل بلیوں اچھلنے لگا تھا۔ ادھر اسامہ کہہ رہا تھا۔

''واو امی۔ یہ صداقت بھائی کی بیوی تو بہت اچھا کام کرتی ہے۔''

حنین کا منہ کھل گیا۔ وہ یکدم بالکل شل ہو گئی۔ زمر نے اسے اٹھتے دیکھ لیا تھا۔ تبھی پکارا۔ ''حنین' تم نے اپنی نگرانی میں اس سے صفائی کروائی تھی نا؟ ویسے صداقت سے کہیں زیادہ سلیقہ شعار ہے یہ لڑکی۔ آئی ایم امپریسڈ!''

حنین کے اوپر سے گویا ٹرک گزر گیا تھا۔ وہ سب اب بار بار حسینہ کی تعریف کر رہے تھے۔ ڈھیروں آنسو حنہ کے حلق میں جمع ہوئے۔ آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ وہ ایک دم سے رخ موڑ کر کمبل تان کر واپس لیٹ گئی۔

اگر اس وقت وہ دفاع میں ایک لفظ بھی کہتی تو اسے پتہ تھا وہ رونے لگ جاتی۔ سو کمبل کے اندر خود کو چھپا لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کہاں سے لائیں بھلا ہم جوازِ ہم سفری
تجھے عزیز ترے خواب' اپنا حال مجھے

اس چمکیلی مگر ٹھنڈی دوپہر آبدار عبید اپنی رہائش گاہ کے گیٹ سے کار نکال رہی تھی جب ٹھٹک کر رکی۔ ایک شخص وہاں منتظر سا کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک ڈبہ پکڑ رکھا تھا جسے لہراتے ہوئے وہ کار تک آیا۔ آبی رکی' مگر شیشہ نہیں کھولا۔ اس نے قریب آ کر ڈبہ دکھایا۔ اوپر فارس غازی کا نام لکھا تھا۔ آبدار نے تیزی سے بیلٹ کھولی اور باہر نکلی۔ گیٹ پہ مامور گارڈز اس طرف آنے لگے مگر اس نے ہاتھ اٹھا کر ان کو پلٹ

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

جانے کا اشارہ کیا اور خود اس شخص کی طرف مڑی۔

''یہ فارس غازی نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔'' اس نے ڈبہ بڑھایا۔ آبی نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے ڈبہ تھاما۔ وہ فوراً پلٹ کر اپنے موٹر سائیکل کی طرف چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ وہاں سے دور ایک ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں کار روکے اندر بیٹھی تھی۔ اور ڈبہ کھلا پڑا تھا۔ اندر ایک لکڑی کا چھوٹا سا پین کیس تھا' اور اوپر ایک چٹ رکھی تھی' جس پہ ایک نمبر درج تھا۔ وہ سوچتی رہی۔ بالآخر اس نے موبائل نکالا اور وہ نمبر ڈائل کیا۔

پہلی گھنٹی پہ کال مل گئی تھی۔ بھاری مگر دھیمی مردانہ آواز سنائی دی تھی۔

''میرا پارسل مل گیا؟'' آبدار کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

''کیا آپ کی جیل میں پانچ کلومیٹر تک موبائل جیمرز نہیں لگے ہوتے؟''

''ہمیں جیمرز کو دھوکہ دینے کے سو طریقے آتے ہیں۔ کیسی ہیں آپ؟''

''کنفیوزڈ ہوں۔ اس پین کا کیا کروں؟'' اس نے لکڑی کا کیس کھولا۔ اندر پلاسٹک میں لپٹا سنہری قلم رکھا تھا۔ وہ بال پین تھا جس کو پیچھے سے دبانے پہ نب باہر نکلتی تھی۔

''اسے مت چھوئیں۔'' وہ جلدی سے بولا تھا۔ ''اس میں سائنائڈ ہے۔ زہر۔''

آبدار نے جلدی سے کیس بند کیا۔ خوبصورت پیشانی پہ لکیریں ابھریں۔ ''میں اس کا کیا کروں؟''

''یہ اسے دینا ہے۔'' وہ دھیما سا بولا۔

''وہ اس کا کیا کرے گا؟''

''دفاع از خویشتن!'' (دفاعِ ذات!)

''آپ تو فارسی بھی بولتے ہیں۔'' مگر پھر وہ برہم ہوئی۔ ''میں اپنے باپ کو دھوکہ دوں' ہاشم سے دغا کروں' بین الاقوامی قوانین توڑوں اور سیکیورٹی کو بائی پاس کر کے یہ قلم اس تک پہنچاؤں' یہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں آپ مجھے؟''

''میں صرف درخواست کر رہا ہوں۔'' وہ نرمی سے بولا تھا۔ اپنی بیرک میں دیوار سے لگا کھڑا' وہ آستین موڑے' فون کان سے لگائے کہہ رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ وہ برہمی' وہ غصہ' وہ بے بسی' سب مفقود تھا۔ وہ بالکل پرسکون تھا۔

آبدار کے تنے نقوش پھر سے ڈھیلے پڑے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرا دی۔

''اور میں یہ کیوں کروں گی؟''

''بدلے میں' میں بھی آپ کے لئے کچھ کروں گا۔''

''مثلاً کیا؟'' وہ شرارت سے نچلا لب دبا کر بولی۔

Nemrah Ahmed: Official
Reading Section
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''جو آپ کہیں۔'' وہ بھی مسکرایا تھا۔

''آپ میرے ساتھ چائے پئیں گے؟'' کہہ کر اس نے بے اختیار دانتوں تلے زبان دبائی اور خفت سے آنکھیں میچیں۔ بیرک میں کھڑے فارس کے ابرو تعجب سے اکٹھے ہوئے۔

''چائے؟''

''دو دفعہ انکار کیا آپ نے چائے کے لئے۔ ایک تب جب آپ پہلی دفعہ ادھر آئے اور ایک تب جب ہم ایس ایچ او صاحب کے کمرے میں ملے تھے۔''

وہ ہلکا سا ہنسا۔ سر جھکائے، نفی میں گردن جھٹکی اور جوتے سے زمین کو مسلتے بولا۔ ''میں شادی شدہ آدمی ہوں، آبدار بی بی!''

''پھر تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔'' وہ ترنت بولی۔

''اوکے... میں آپ کے ساتھ چائے پیوں گا، اگر میں باہر آیا تو۔ مگر آپ یہ اس کو دے دیں گی۔'' فارس نے نرمی سے یاد کرایا۔

''لیکن جب میں اس سے مل لوں گی تو فصیح کو دیا وقت ختم ہو جائے گا اور وہ اس کو مار دے گا۔''

''جو میں کہہ رہا ہوں آپ وہی کریں۔'' اس کی آواز سنجیدہ اور بے لچک تھی۔ آبی نے مسکرا کر شانے اچکائے۔

''آپ کو اچھا لگتا ہے یہ کرنا؟''

''کیا کرنا؟''

''جیل میں بیٹھ کر، خود مقید ہو کر بھی، ہم سب کو کنٹرول کرنا۔''

''میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ شرافت سے قید کے دن کاٹ رہا ہوں۔'' وہ سادگی سے بولا۔ لبوں پہ مسکراہٹ پھر سے در آئی تھی۔

آبی مسکرا دی۔ ''میں اس جیل صرف اس لئے گئی تھی کیونکہ میں وہ جگہ دیکھنا چاہتی تھی۔ دوبارہ کبھی میں ادھر نہیں جانا چاہتی تھی، مگر.... (ٹھنڈی سانس بھری) آپ کے لئے میں یہ کر لوں گی۔'' وہ فون بند کرنے لگی جب اس نے پکارا۔ ''آبدار۔'' وہ ٹھہری۔

''تھینک یو!'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ آبدار عبید کو نہیں معلوم وہ کیوں مسکرا رہی تھی مگر وہ مسکرا رہی تھی۔ ایک دم سے ساری دنیا خوبصورت لگنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شہر آباد کر کے شہر کے لوگ

اپنے اندر بکھرتے جاتے ہیں

دوپہر کی نرم سنہری کرنیں قصر کاردار کی اونچی کھڑکیوں سے چھن چھن کر اندر گر رہی تھیں۔ لاؤنج میں کنارے پہ، کھڑکی کے آگے شاہانہ کرسی پہ بیٹھی جواہرات کروفر سے ناک سے مکھی اڑا کر بولی تھی۔ ''اور بھی کچھ کہہ رہے تھے تم۔''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''آپ کا اس ہفتے ایک Photo Op کرنا ہے۔ زلزلہ متاثرین کے ساتھ۔'' وہ ساتھ والی کرسی پہ بیٹھا اپنے سیل فون پہ کچھ چیک کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''احمر۔ کیا یہ بہت مصنوعی نہیں لگے گا؟''

''مسز کاردار۔ سب کو معلوم ہے کہ Photo Ops جھوٹ اور بکواس ہوتے ہیں' لیکن اس جھوٹ کو پیش کرنے کے لئے مہارت ہونی چاہیے۔ جو جتنا اچھا جھوٹ بولتا ہے' اس کا فوٹو اوپ اتنا ہٹ جاتا ہے۔ اسی لئے آپ نے مجھے ہائر کیا ہے نا۔ سو مجھے اپنا کام کرنے دیں۔'' وہ تحمل سے کہہ رہا تھا۔ جواہرات نے جواباً ہاتھ بڑھا کر اس کا شانہ تھپکا۔ ''جو تم کہو!''

لاؤنج کے ان ڈور پلانٹ کو پانی دیتی فینو نا نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر وہ منظر دیکھا اور پھر ناخوشی سے ناک سکوڑتی واپس کام کرنے لگی۔ وہ جواہرات کا اب صرف پی آر او نہیں تھا۔ نہ ہی وہ صرف اس کا امیج کنسلٹنٹ رہا تھا۔ وہ اس کا ''باڈی مین'' بنتا جا رہا تھا۔

باہر لان میں کار رکی' دروازے کھلے اور ہاشم کاردار کوٹ کا بٹن بند کرتا باہر آتا دکھائی دیا۔ وہ آنکھیں سامنے اونچے قصر پہ جمائے چہرے پہ سختی اور برہمی طاری کیے' ساتھ نکلتے رئیس سے بات کر رہا تھا۔

''یہ میں جانتا ہوں کہ وہ بیٹے کی ضمانت کے لئے واقعی کورٹ گیا تھا۔ مزید کیا معلوم ہو سکا ہے۔''

''سر' فاطمی نے پچھلے تین ماہ میں چار دفعہ ہمارے جاننے والے ایک کوریئر کے ذریعے کرنسی باہر لانڈر کروائی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے اثاثے باہر منتقل کر رہا ہے۔ وہ اپنی بیٹی کے نام پہ ایک گھر بھی بارسلونا میں قسطوں میں خرید رہا ہے۔''

''اچھا۔'' وہ پتھر یلے تاثرات کے ساتھ سنتا' برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ رئیس اس سے ایک قدم پیچھے تھا۔

''کیا اس سے بات کریں گے آپ؟''

''تمہاری جگہ خاور ہوتا تو یہ کبھی نہ پوچھتا۔'' وہ کہہ کر لمحے کو رکا' پھر سر جھٹک کر اوپر چڑھتا گیا۔ ''ابھی اس پہ نظر رکھو۔ صرف نظر۔''

وہ اندر آیا' اور بس ایک سرسری نظر ماں اور اس کے باڈی مین پہ ڈال کر اوپر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد جب فریش ہو کر شرٹ اور ٹراوزرز میں ملبوس' آرام دہ حلیے میں نیچے آیا تو جواہرات تنہا بیٹھی تھی۔ وہ احمر کی چھوڑی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائی۔

''آپ نے کال کی تھی۔ کوئی اہم بات تھی؟''

''ہوں۔'' جواہرات نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ خاور والے سارے مسئلے کے بہت دن بعد' وہ بالآخر ذہنی طور پہ پرسکون ہوتا نظر آ رہا تھا۔ جواہرات نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھپکا۔

''ہاشم.....شہری اور تمہاری ڈائیورس کو دو سال ہونے کو آئے ہیں۔ سعدی' خاور' وہ سارے مسئلے بھی حل ہو گئے ہیں۔ فارس بھی قصہ پارینہ ہو گیا۔ اب آگے بڑھنے کا وقت ہے۔ نئی زندگی شروع کرنے کا وقت ہے۔''

''آپ چاہتی ہیں کہ میں شادی کر لوں۔'' وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''بالکل۔ اور اب تمہیں جلد فیصلہ کرنا ہوگا۔ مجھ سے مسز شائستہ ذکی نے کہا ہے کہ ان کے بیٹے کے لیے ہارون کو پیغام بھجوائیں۔ اگر ہارون' آبی کے لیے انٹرسٹڈ ہوا تو مسز شائستہ ذکی باقاعدہ پرپوزل دیں گی۔ لیکن اگر تم آبی میں دلچسپی رکھتے ہو تو کوئی فیصلہ کرلو۔'' وہ کہنے کے ساتھ نرمی سے اس کے ہاتھ کو تھپک بھی رہی تھی۔

ہاشم نے گہری سانس لے کر تنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے۔ وہ بولا کچھ نہیں' مگر چہرے پہ سب لکھا تھا۔

''میں دیکھ سکتی ہوں کہ آبی کے لئے کسی اور کا پرپوزل آتا دیکھ کر تم ڈسٹرب ہوئے ہو اس لئے..... فیصلہ کرلو۔'' ہاشم نے نظر اٹھا کر جواہرات کو دیکھا اور ذرا سا مسکرایا۔

''واقعی.... اب آگے بڑھنے کا وقت ہے۔''

سیڑھیوں کے اوپر.... کمرے کے آگے بنی ریلنگ پہ کھڑے نوشیرواں کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔ آبدار؟ وہی آبدار؟ وہ شدید ناخوش نظر آنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمام خانہ بدوشوں میں مشترک ہے یہ بات

سب اپنے اپنے گھروں کو پلٹ کے دیکھتے ہیں

اس روز سردی کچھ زیادہ ہی تھی۔ کمرہ عدالت میں ہیٹر چل رہا تھا۔ زمر سرخ پڑتی ناک کے ساتھ اپنی میز پہ بیٹھی، گواہ کے بیان کو سنتی کاغذ پہ کچھ لکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ بخار کی حدت سے گلابی پڑ رہا تھا۔ آنکھوں تلے حلقے تھے۔ فارس گاہے بگاہے نظر اٹھا کر اس کو دیکھتا تھا۔ وہ گو کہ پہلے کی طرح پرسکون تھا مگر اس کو دیکھتے ہوئے آنکھوں میں فکرمندی در آتی تھی۔ ذرا سا اس کی طرف جھک کر بولا۔

''طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو سماعت میں نہ آتیں۔ اگلی تاریخ کا انتظار کر لیتیں۔''

زمر نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔ ''مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہاری روز روز شکل دیکھنے کا۔ مگر جو تمہارے گھر والے ہیں نا، وہ بہت پریشان ہیں۔ چاہتے ہیں تم جلد رہا ہو جاؤ۔ تمہاری تو عادت ہے جیل جانا۔ تمہیں فرق نہیں پڑتا لیکن ان کو پڑتا ہے۔''

فارس نے سکون سے اس کی بات سنی۔ ''وہ میری گرل فرینڈ نہیں تھی۔''

''جیسے مجھے بہت فرق پڑتا ہے۔'' سر جھٹک کر وہ کٹہرے کی طرف متوجہ ہوئی۔ وہ مسکراہٹ دبائے خاموش ہو گیا۔

کٹہرے میں اب کی بار ایک درمیانی عمر کی عورت کھڑی تھی۔ سانولا مگر سنجیدہ چہرہ' نفیس لباس' اور اٹھی ہوئی گردن۔ اس کے سامنے کھڑا پراسیکیوٹر سوال کر رہا تھا۔

''مقتول.... یعنی آپ کے شوہر... قمرالدین صاحب..... فارس غازی کا ذکر آپ سے کرتے تھے؟''

''جی۔''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''آب جیکشن یور آنر۔ heresay۔ (سنی سنائی بات)'' زمر نے بےزاری سے آواز بلند کی، ساتھ ہی زکام زدہ سانس ناک سکوڑ کر اندر کھینچی۔

''یور آنر مقتول کی بات کی اہمیت سے دفاع کیسے انکار کر سکتا ہے۔''

''اوور رولڈ!'' جج نے پراسیکیوٹر کی پوری توجیہہ سننے کی زحمت بھی نہ کی اور ناگواری سے زمر کا اعتراض رد کیا۔ وہ شدید کینہ پرور نظروں سے ان کو دیکھتی رہی۔ فارس بار بار ایک خاموش نظر اس پہ ڈالتا تھا۔

''جی وہ اکثر فارس غازی کا ذکر کرتے تھے۔'' اب وہ فارس اور اس کی دشمنی کے متعلق کورٹ کو آگاہ کر رہی تھی۔ زمر سر جھکائے کچھ لکھتے ہوئے سنتی رہی۔ اپنی باری آنے پہ وہ اٹھی اور اتنے ہی برے موڈ کے ساتھ اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

''مسز قمرالدین..... مقتول چند دوکانوں کے مالک تھے' اچھا خاصا پیسہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ ان کی موت کے بعد وہ پیسہ کس کو ملا ہے؟''

''وہ شرعاً تقسیم کیا گیا ہے۔'' خاتون سنجیدگی اور بردباری سے بولی۔

''چونکہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی تو وہ رقم آپ کے اور مقتول کی بہن کے حصے میں آئی ہو گی۔''

''جی ہاں۔''

''مقتول کی بہن کے شوہر آپ کے بھائی ہیں۔ وہ پچھلے ماہ گواہی دینے کے لئے آئے تھے۔ وہ مقتول کے سالے اور بہنوئی' دونوں ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ آپ کی وٹے سٹے کی شادی تھی؟''

''جی۔''

''تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قمرالدین صاحب کی تمام پراپرٹی آپ کو اور آپ کے بھائی کو ملی ہے۔'' سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے زمر نے سادگی سے پوچھا۔

''آب جیکشن یور آنر!'' پراسیکیوٹر تیزی سے اٹھا۔

''سسٹینڈ!'' جج صاحب نے تنبیہہ بھری نظر زمر پہ ڈالی۔

''مسز قمرالدین۔'' وہ گہری سانس لے کر اس کی طرف گھومی۔ ''کیا آپ کا اور قمرالدین صاحب کا کوئی جوائنٹ بینک اکاؤنٹ ہے؟''

''جی' ہے۔'' وہ چونکی تھی۔

''اور کیا جن دنوں قمرالدین صاحب جیل میں تھے' آپ نے ایک خطیر رقم نکلوا کر اپنے بھائی کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کی تھی؟'' اس نے چند کاغذات باری باری جج اور پراسیکیوٹر کے سامنے رکھے' اور ایک کاپی گواہ کو تھمائی۔ خاتون ہاتھ میں پکڑے کاغذ کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

''مسز قمرالدین..... کیا یہ درست ہے کہ جب قمرالدین کو اس خطیر رقم کے ٹرانسفر کا علم ہوا تو بینک آفس میں بیٹھے انہوں نے آپ کے بھائی کے ساتھ جھگڑا کیا؟''

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

"جی۔ درست ہے۔" نگاہیں جھکائے وہ بولی۔

"اور اس جھگڑے میں آپ کے بھائی نے قمر الدین صاحب کو شدید برا بھلا کہا۔ اور اس جھگڑے کے ڈیڑھ ماہ بعد قمر الدین صاحب کا قتل ہو گیا۔ کیا یہ درست ہے؟"

"جی۔" وہ ہلکا سا بولی۔ نگاہیں بدستور جھکی تھیں۔

"مجھے مزید کوئی سوال نہیں پوچھنا۔" وہ کورٹ کو ایک اور suspect دے کر آرام سے مڑ کر اپنی کرسی کی طرف چلی آئی تھی اور پہلے سے بہتر نظر آ رہی تھی۔ البتہ فارس نے ہلکے سے سرگوشی کی۔ "پراسیکیوٹر نے آب جیکٹ نہیں کیا۔"

زمر چونکی۔ فارس تیکھی نظروں سے پراسیکیوٹر کو دیکھ رہا تھا جو سارا وقت خاموش بیٹھا رہا تھا اور اب گواہ کو re-exmine کرنے اٹھ رہا تھا۔ ایک دم سے زمر کو احساس ہوا خرابیٔ طبیعت کے باعث آج اس کا دماغ ٹھیک سے کام نہیں کر رہا۔

"مسز قمر الدین۔" وہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ "آپ نے وہ رقم کیوں نکلوائی تھی؟"

زمر ابرو اکٹھے کیے آگے ہو کر بیٹھی۔

خاتون خاموش رہی۔

"مسز قمر الدین اگر آپ جواب نہیں دیں گی تو فاضل عدالت کے سامنے آپ کا اور آپ کے بھائی کا کردار مشکوک ہو جائے گا۔"

"میں.... "وہ رکی۔ "ایک سال پہلے مجھے بریسٹ کینسر ڈائیگنوز کیا گیا تھا۔ یہ رقم اس کے علاج اور سرجری کے لیے نکلوائی تھی میں نے۔ قمر الدین صاحب کو پریشانی سے بچانے کے لئے لاعلم رکھا تھا۔ میرا بھائی ہر لمحے میرے ساتھ رہا تھا۔" نگاہیں جھکائے وہ بولی تو آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

زمر نے کراہ کر آنکھیں میچ لیں۔ پراسیکیوٹر اب اس کی میڈیکل رپورٹس عدالت میں جمع کرا رہا تھا۔ پھر مڑ کر فاتحانہ انداز میں زمر کو دیکھا۔

"کیا آپ ری کراس کرنا چاہیں گی گواہ کو؟"

"نو تھینکس۔" وہ تلخی سے کہہ کر کاغذ پہ لکیریں کھینچنے لگی۔ فارس نے دیکھا، وہ صرف تکونیں بنا رہی تھی۔ آج کا دن اس کے لئے بہت برا ثابت ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یقین حرفِ دعا، بے یقین موسم میں

بہت کٹھن تھا بچانا مگر بچایا ہے

ہوٹل کے کچن کی ویران بڑی پینٹری کے دروازے سے اندر جانے کے بعد فصیح آبدار کو راہداری میں آگے لے آیا۔ ایک سیکیورٹی چیک

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پوائنٹ پہ وہ رکا۔

"مس، آپ اپنا پرس، سیل فون، کچھ بھی نیچے نہیں لے جا سکتیں۔ میں معذرت خواہ ہوں، مگر ہارون صاحب آپ پہ بھی بھروسہ نہیں کرتے۔"

سفید لمبا سوئیٹر پہنے اور سرخ اسکارف میں ملبوس آبی نے ایک چبھتی ہوئی نظر اس پہ ڈالی اور میز پہ اپنا پرس الٹایا۔ چابیاں، قلم، موبائل، لپ اسٹک۔ کریڈٹ کارڈ۔ سب کچھ میز پہ گرا تھا۔ اب وہ ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتارنے لگی۔

فصیح شرمندہ ہو کر "نہیں، اس کی خیر ہے۔" کہنے لگا مگر آبدار نے اسی خاموشی سے انگوٹھیاں میز پہ پٹخیں، کڑا اتارا۔ گھڑی کھول کر وہاں رکھی۔ اسکارف تلے ہاتھ ڈال کر چین نوچ کر اتاری۔ دوبارہ اسکارف تلے ہاتھ ڈالا اور اب سر کی پن اتاری۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ "کیا تمہاری تسلی ہو گئی کہ اب میں کلیئر ہوں؟" اور واک تھرو گیٹ سے گزری۔ کوئی سائرن نہیں بجا۔ وہ ہر دھات سے پاک تھی۔

پھر مڑی اور اسی خشمگیں نظر سے فصیح کو دیکھتے بولی۔ "اب اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس کا انٹرویو نوٹ کرنے کے لئے نوٹ بک اور پین اٹھا لوں؟" کہتے ہوئے اپنی چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔

"آف کورس، مس!"

آبی نے اسی برے موڈ سے نوٹ بک اٹھائی، سنہری پین اٹھایا اور پھر اس کی طرف بڑھایا۔ "ان کو بھی چیک کر لو تا کہ کل کو اگر وہ بھاگ جائے تو تم مجھ پہ الزام نہ دھر سکو۔ لو، چیک کر لو۔"

"میں صرف حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ آئی ایم سوری۔" سینے پہ ہاتھ رکھے، سر کو خم دے کر بولا اور آگے بڑھ گیا۔ آبی قلم اور نوٹ بک پکڑے اس کے پیچھے ہو لی۔

جب سعدی یوسف کو اس کے سامنے لا بٹھایا گیا تو وہ سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔ سعدی بھی خاموش مگر اکھڑا اکھڑا سا لگتا تھا۔ وہی سفید شرٹ پہنے جواب دھل دھل کر بے رنگ ہو چکی تھی، وہ ابرو بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔ خاموش، بالکل چپ۔ فصیح آبدار کے پیچھے آ کھڑا تھا۔

"مجھے تمہارے Near Death Experience کے بارے میں چند سوال کرنے ہیں۔" خشک لہجے میں کہتے ہوئے اس نے نوٹ بک کھول کر قلم اس پہ جمایا، اور پیچھے سے دبایا۔ نب نکل آئی اور اس نے بک پہ چند الفاظ لکھے۔ پھر اس کی خاموشی محسوس کر کے سر اٹھایا۔

"مجھے ہاشم سے بات کرنی ہے۔ یہاں کوئی میری اس سے بات نہیں کروا رہا۔ یہ کہتے ہیں اس کا فون آف ہے۔" ساتھ ہی ایک کٹیلی نظر پیچھے کھڑے فصیح پہ ڈالی۔

آبدار نے گہری سانس لی اور نگاہیں اس پہ جمائے رکھے وہ بولی۔ "تمہاری سرجری کے دوران، خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے، تم clinically مر چکے تھے۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ اس دوران تم نے کیا محسوس کیا؟"

"یہ لوگ مجھے مار دیں گے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے چینی سے مگر ضبط سے بولا تھا۔ "ہاشم کو بتاؤ کہ یہ مجھے مار دیں گے۔"

"تم نے کیا دیکھا؟ کوئی خواب؟ کوئی چہرہ؟ یا کوئی ایسا سفر جو تم بیان نہ کر سکتے ہو۔"

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''تم میری مدد کرو گی یا نہیں؟'' وہ سن رہی تھی' وہ اب کے بولا تو آواز بلند تھی۔ چہرے پہ دکھ تھا۔

''میں ....نیوٹرل ہوں۔'' اس نے کلک کے ساتھ پین بند کر دیا۔ اور نوٹ بک پہ رکھ کر اس کی طرف بڑھایا۔

''ایک گھنٹے بعد میری فلائٹ ہے۔ میں مزید تمہاری باتیں برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر کچھ یاد آ جائے تو اس پہ لکھ دینا۔ اور کسی گارڈ کو دے دینا' وہ مجھ تک پہنچا دے گا۔''

فصیح آبی کی پشت پہ کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے آبی نے ابرو سے قلم کی طرف اشارہ کیا' گویا التجا کی کہ اسے پکڑ لو۔ سعدی نے لمحے بھر کا تامل کیے بغیر قلم اور نوٹ بک تھام لی۔ پر باری باری ان دونوں کے چہروں کو دیکھا۔ آبدار سنجیدہ سی اٹھ گئی۔

''چلو فصیح۔ اگر زیادہ دیر ٹھہری تو مجھے تمہارے قیدی پہ ترس آ جائے گا۔'' بے نیازی سے کہہ کر وہ باہر جانے لگی جب فصیح رکا۔

''ایک منٹ۔ مجھے اس کو چیک کرنے دو۔'' وہ سعدی کی طرف بڑھا۔ آبی منجمد ہو گئی۔ سانس تک رک گیا۔

فصیح نے سعدی کے ہاتھ سے نوٹ بک لی اور اسے کھولا۔ اچھی طرح کنگھالا۔ صفحے پلٹائے۔ ان کو سونگھا۔ (کوئی نادیدہ انک ہو شاید۔) پھر مطمئن ہو کر بک واپس کر دی اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ آبی کی جان میں جان آئی۔

فصیح کو اس پہ شک نہیں تھا کیونکہ یہ پہلی دفعہ نہیں تھا جب آبدار اپنے کسی مریض کو نوٹ بک اور قلم دے آئی تھی۔ فصیح اس کے ساتھ کئی دفعہ ایسا ہی منظر دیکھ چکا تھا جب مریض بتانے سے زیادہ لکھنا پسند کرتے تھے۔ بعد میں وہ فصیح کو نوٹ بک واپس لانے کے لئے بھیجتی تھی۔ اب بھی باہر راہداری میں آگے بڑھتے ہوئے اس نے فصیح سے کہا تھا۔

''جب وہ مر جائے تو میری نوٹ بک واپس لے آنا۔''

اور اندر اپنے خالی کمرے میں بیٹھا سعدی دیوانہ وار نوٹ بک کے صفحے پلٹا رہا تھا۔ وہاں آبی کے نوٹ کردہ چند NDEs لکھے تھے۔ سعدی بے قراری سے ان الفاظ میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ کوئی پیغام' کوئی کوڈ۔

جبکہ سنہری چمکتا ہوا پین لاپرواہی سے میز پہ رکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شکیب اپنے تعارف کے لیے یہی بات کافی ہے

ہم اس سے بچ کے چلتے ہیں جو رستہ عام ہو جائے

قصرِ کاردار کی انیکسی میں اس صبح شور و غل برپا تھا۔ صداقت کام ختم کر کے اپنے کوارٹر میں چلا جاتا تھا' آج بھی باہر تھا۔ حسینہ فارغ سی لاؤنج میں چوکی کھینچ کر بیٹھی گاہے بگاہے کچن کو دیکھتی۔ اور ادھر ادھر ٹہلتیں ندرت بھی تو کچن کو ہی انگارہ آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر ہول رہی تھیں۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا' حنین کو کچا چبا جائیں۔

حسینہ سمیت سب کو وہاں سے نکال کر وہ اوپن کچن میں کاؤنٹر ٹاپ کے اوپر چڑھی کھڑی تھی۔ آستین چڑھائے' دوپٹہ کسے' بال باندھے وہ

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کچن کو de-clutter کر رہی تھی۔ گند سے پاک۔

جب ندرت کو معلوم ہوا کہ اپنا کمرہ حنین نے صاف کیا تھا تو کافی خوش ہوئیں۔ حیران بھی۔ جتایا بھی (آج کہاں سے خیال آ گیا؟) مگر چلو اچھا ہے۔ اس کو بھی احساس ہوا گھر داری کا۔ یہاں تک ٹھیک تھا مگر جب آہستہ آہستہ دراز کھلنے پہ معلوم ہوا کہ... آدھے سے زیادہ سامان حنین بی بی گھر سے باہر کر چکی ہیں تو ندرت پہلے حیران اور پھر غصہ ہوئیں۔ حالانکہ حنین نے کام کی کوئی چیز نہیں پھینکی تھی' مگر وہی ماؤں والی عادت' کہ انیس سو ستر کی دہائی کی بھی سوئیاں' دھاگے سنبھال کر رکھیں گی کہ شاید قیامت سے پہلے کبھی کام آ جائے۔

چلو یہاں تک بھی ٹھیک تھا۔ مگر جب وہ پچھلے دو ہفتوں کے دوران باری باری ہر کمرہ (ماسوائے زمر کے کمرے کے) صاف کرنے لگی تو ندرت کو غصہ آنے لگا' اور آج صبح جب اس نے کچن میں قدم رکھا' یعنی کہ ان سب کو باہر نکالا تو ندرت ذوالفقار خان کے لئے مزید برداشت کرنا ناممکن ہو گیا۔

''ہر چیز ہلا دو گی' پھینک دو گی' وہ کیبنٹ کیوں کھول رہی ہو؟ اُف یہ مسالوں کے ڈبے کیوں نکال رہی ہو؟'' وہ وہیں بیٹھے ہوئے (حنہ کا اتنا رعب تو تھا کہ منع کر دیا تو اب کچن میں نہیں جانا۔) بار بار پریشانی سے اسے پکارتیں۔

مگر حنین پرسکون تھی۔ گھٹنوں کے بل کاؤنٹر ٹاپ پہ بیٹھی' اوپری کیبنٹ سے چیزیں نکال نکال کر کاؤنٹر پہ رکھ رہی تھی۔

''میں کوئی بھی کام کی چیز نہیں پھینکوں گی امی۔ صرف ایکسپائرڈ مصالحے کے پیکٹ نکال رہی ہوں۔ شیشوں والے مصالحے نکال کر شیشیاں دھو کر' سکھا کر واپس ڈال دوں گی۔ اندر پڑے سارے برتن دھونے ہیں۔ گند نکالنا ہے۔ صاف اخبار بچھا کر' ہر چیز سیٹ کر کے رکھنی ہے۔''

''ہاں بھئی ماں تو پھوہڑ ہے' ماں کو تو کچھ آتا ہی نہیں۔ تین بچے پال کر بڑے کیے' جاب بھی کی' گھر بھی سنبھالا' مگر نہیں....''

وہ پنجوں کے بل بیٹھی' کیبنٹ پہ ہاتھ رکھے مڑ کر ندرت کو دیکھنے لگی۔ ''پتہ ہے کیا امی' ہر عورت کے اندر ایک شدید پوزیسو تسم کی روح ہوتی ہے۔ جیسے وہ اپنی ساس یا اپنی بہو کی خود مختاری اپنے گھر میں نہیں برداشت کرتی' اسی طرح وہ اپنی بیٹی کی خود مختاری بھی نہیں برداشت کرتی۔ آپ مائیں یہ تو چاہتی ہیں کہ بیٹی بستر سے اٹھے تو چادر درست کر کے اٹھے' مہمانوں کے سامنے چائے دینے کا سلیقہ آتا ہو' مختلف پکوان بنانا سیکھ لے' اپنا کمرہ صاف رکھا کرے' تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں' مگر جب بیٹی نے اپنی مرضی سے گھر سیٹ کرنا چاہا' وہاں آپ کے اندر کی عورت جاگ گئی۔ اسی لئے لوگوں نے ''ہاؤس وائف'' یا ''ہاؤس کیپر'' کی ٹرم بنائی' کہ صرف گھر کے صاحب کی بیوی یا گھر کی نوکرانی ہی گھر کی چیزوں کو رکھنے اور چھیڑنے میں خود مختار ہوتی ہیں۔ مگر اب وہ دور ختم ہوا۔ آج سے حنین یوسف ایک نئی ٹرم ایجاد کرتی ہے۔ ہوم گرل۔ گھر کی بیٹی کو گھر کے کام سیکھنے چاہیے' اگلے گھر کے لئے نہیں' بلکہ اپنے گھر کے لئے' ہر وہ گھر جہاں وہ رہے۔''

اور اگر حسینہ سامنے دانت نکوستی سن نہ رہی ہوتی تو ندرت کا ہاتھ بار بار جوتے تک جا کر رک نہ جاتا۔

قریباً تین گھنٹے بعد وہ دھلے دھلائے کچن کے سامنے تھکن سے چور کھڑی تھی۔ اب کچن کیبنٹس اندر سے بھی صاف اور حجم میں کم تھیں۔ سب اس نے خود کیا تھا۔ یہ نوکرانیوں کے کرنے کے کام نہیں ہوتے۔ امی کی سو سو صلواتیں سن کر بھی بہری بنی "clutter" اور

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

"charity" کے بڑے بڑے شاپر باہر کوڑے کے ڈبے میں ڈال کر آئی۔ اب بس ایک کام رہ گیا تھا۔ اپنے بیڈ روم کی ایک دو دراز یں اس نے چھوڑ دی تھیں اس روز۔ اب ان کو نکال کر لاؤنج میں لے آئی اور ان میں سے ضروری' کچرا اور خیرات کا سامان الگ الگ کرنے لگی۔ ابھی ویسی ہی بے حال' بندھے بالوں اور تھکے چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی' اور گود میں رکھے پرس کھول کھول کر دیکھ رہی تھی جب بڑے ابا اپنی وہیل چیئر دھکیلتے قریب میں آ کر خاموشی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگے۔

وہ مگن سی پرس خالی کر رہی تھی۔ یہ اس کے سارے پرس تھے۔ دفعتاً وہ رکی۔ ٹھٹکی۔ ایک پرس میں سے پانچ سو کا نوٹ نکلا۔ دوسرا کھولا تو پچاس اور بیس بیس کے نوٹ تھے۔ ایک میں چند سکے تھے۔ اس نے خوشگوار حیرت سے سر اٹھایا۔ ''مجھے تو یاد بھی نہیں تھا کہ میرے پرانے پرسز میں پیسے پڑے ہیں۔ عجیب اتفاق ہے۔''

''یہ اتفاق نہیں ہے۔'' ابا مسکرائے۔ ''یہ تحفہ ہے۔''

''تحفہ؟'' وہ چونکی۔

''جب چھوٹی تھی تو سنتی ہوگی کہ دنیا میں صرف انسان اور جانور living things ہوتے ہیں۔ بڑی ہوئی تو پتہ چلا ہوگا کہ پودے اور درخت بھی جاندار ہیں۔ مگر دین پڑھو تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر پتھر' ہر دیوار' سب جاندار ہیں۔ قیامت کے دن گواہی دیں گے نا یہ پتھر' یہ گھر' یہ جگہیں۔ کچھ محسوس کرتے ہیں' سنتے ہیں' دیکھتے ہیں' تبھی گواہی دیں گے نا۔ اسی لئے زمین پہ آہستہ اور تمیز سے چلنا چاہیے۔ اسی لئے کچھ پتھر اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں' اور یاد ہے' ایک پتھر رسول پاک ﷺ کو بھی سلام کیا کرتا تھا۔ اسی لئے ان چیزوں کے سائے جھکے ہوئے اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ سب لیونگ تھنگز ہیں۔ تمہیں دیکھتی ہیں' محسوس کرتی ہیں۔'' وہ لمحے بھر کو رکے۔ ''جب کوئی لڑکی اپنی الماری کا' اپنے کمرے کا خیال کرتی ہے' اس کے اندر کا زائد بوجھ نکال کر اس کو ہلکا پھلکا اور صاف کرتی ہے' خوبصورت بناتی ہے' تو یہ الماریاں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہیں اور ان کے کونے کھدروں سے کوئی نہ کوئی تحفہ نکل آتا ہے۔ کبھی کوئی پرانی کھوئی ہوئی چیز' کبھی برسوں کے بھولے ہوئے پیسے۔ اس لئے ان در و دیوار کا' ان چیزوں کا خیال رکھا کرو۔ یہ بھی تم سے پیار کریں گی۔ جنات اور انسانوں کے علاوہ باقی ساری مخلوق بہت احسان ماننے والی' بہت قدر کرنے والی ہے۔''

حنین نے متحیر سی ہو کر ان پیسوں کو دیکھا' پھر ابا کو۔ اس کے اوپر جیسے ایک نیا انکشاف ہوا تھا۔ اسی ٹرانس کی سی کیفیت میں وہ بولی تھی۔

''ابا' کوئی کہتا ہے لڑکیاں خلاء اور چاند تک پہنچ رہی ہیں' کوئی کہتا ہے وہ کورٹ' ہسپتال' فوج' ہر میدان کو فتح کر رہی ہیں۔ اب میں سوچتی ہوں کہ کتنا اچھا ہو اگر لڑکیاں اپنے گھروں کے کونوں کھدروں تک بھی پہنچ جائیں۔ اگلے گھر جانے کے لئے نہیں' دوسروں سے تعریف سننے کے لئے بھی نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے کہ صفائی کے بغیر ایمان آدھا ادھورا ہوتا ہے' اور اس لئے کہ فرشتے صاف جگہوں پہ آتے ہیں۔ جب ہمارے گھر اندر سے اتنے گندے ہوں گے' الماریوں کے اندر دنیا جہان کا گند سڑ رہا ہو گا' ڈسٹ بن کچرے سے ابل رہے ہوں گے تو کیا فرشتے ہمارے گھروں میں آنا پسند کریں گے؟'' وہ اب سر جھکائے خود سے بولتی پرس

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اتار رہی تھی۔ ایک پانچ روپے کا سکہ گود میں گرا۔ وہ مسکرا دی۔ اس کو اب زمر' اسامہ یا ندرت کی تعریف کی ضرورت نہیں تھی۔

اس کا گھر' اس کی الماریاں' اس کے در و دیوار تو واقف تھے ناں اس کی محنت سے۔ وہی اس کو شکریہ کہہ رہے تھے۔ حنین یوسف کے لئے یہی بہت تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہر چند راکھ ہو کے بکھرتا ہوں راہ میں

جلتے ہوئے پروں سے اڑا ہوں مجھے بھی دیکھ

ملاقاتی ہال میں معمول کا شور و غل برپا تھا۔ گلاس بوتھ کے دونوں طرف فارس اور زمر بیٹھے تھے۔ درمیان میں شیشہ تھا جس میں ننھے ننھے سوراخ تھے۔ ساتھ میں قطار میں دو درجن بوتھ لگے تھے۔ ایک طرف قیدی تھے دوسری جانب ان کے عزیز و اقارب جوان سے ملاقات کر رہے تھے۔ وہ سر جھکائے' سنجیدہ اور خاموش سی بیٹھی تھی۔ فارس نے انگلی سے شیشہ کھٹکھٹایا۔ زمر نے چونک کر سر اٹھایا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

''پریشان ہو؟''

زمر نے سر جھکا اور فائل کھولی۔ کان کے پیچھے بال اڑستے' سر جھکائے اب وہ کہہ رہی تھی۔ ''پراسیکیوٹر نے بہت سے گواہ give up کر دیے ہیں۔ جب وکلاء چاہتے ہیں کہ کوئی کیس جلد از جلد چلے تو وہ کم سے کم گواہ پیش کرتے ہیں۔ میری بھی اسٹریٹجی تھی۔ مگر میں تمہارے گواہی دینے سے خوش نہیں ہوں۔ خیر۔ تم فیصلہ کر ہی چکے ہو تو تمہیں witness پریپ کرانی ہے۔ وقت کم ہے۔'' کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی اور سر اٹھا کر فارس کو دیکھا۔ ''جب وہ کوئی ایسا سوال پوچھیں جس کا جواب نہ دینا چاہو تو چار لفظ بولنا۔ I don't recall۔ مجھے یاد نہیں۔ قانوناً یہ جھوٹ نہیں ہوتا۔ اور جب وہ تم سے پوچھیں کہ اس رات تم کہاں تھے تو کہنا ''میں نے بہت دفعہ بتایا ہے کہ میں اس رات گھر تھا۔'' اب یہ سچ ہے کیوں کہ تم بہت دفعہ کہہ چکے ہو کہ تم اس رات گھر پہ تھے۔ تمہاری بہت دفعہ کہی بات سچ تھی یا جھوٹ' یہ الگ بات ہے۔''

''او کے۔'' اس نے سر کو خم دیا۔ اب وہ اس سے سوال پوچھنے لگی۔

''فارس غازی کیا آپ کے اور قمر الدین صاحب کے درمیان کوئی دشمنی تھی۔''

''مجھے یاد نہیں۔'' وہ پرسکون سا بولا۔

''کیا آپ نے قمر الدین کو جیل میں پیٹا تھا۔''

''مجھے یاد نہیں۔''

''گڈ۔'' وہ ذرا سا مسکرائی۔ اب بہتر نظر آنے لگی تھی۔ ''کیا آپ نے قمر الدین کو قتل کرنے کی دھمکی دی تھی؟''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

”نہیں۔“

”آپ 28اور 29 اگست کی رات کہاں تھے؟“

”جیسا کہ میں بہت دفعہ بتا چکا ہوں میں اس رات گھر پہ تھا۔“ تائیدی انداز میں ابرو اٹھائی۔ زمر نے مسکرا کر سر ہلایا۔

”کیا آپ پوری رات گھر پہ تھے؟“

”مجھے یاد نہیں۔“ وہ سلجھے ہوئے انداز میں جواب دے رہا تھا۔ زمر کی رنگت واپس آ رہی تھی۔ وہ کٹہرے میں کھڑے کوئی غلط بات نہیں کرے گا۔ اس کی امید بڑھنے لگی تھی۔ مگر..... وہ فارس تھا۔ اس پہ اعتبار کیوں نہیں ہوتا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹھوکر سے میرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور

رستے میں جو کھڑا تھا' وہ کہسار ہٹ گیا

وہ صبح سرد اور ظالم تھی۔ خاموش اور بے حس۔ آج کمرہ عدالت میں بیٹھے فارس غازی نے سیاہ پینٹ کے اوپر گرے شرٹ اور سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔ تازہ شیو' ذرا بڑھے بال گیلے کر کے پیچھے کو بنائے' وہ سنجیدہ مگر مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ساتھ بیٹھی سیاہ کوٹ اور گھنگریالے بالوں والی زمر کا چہرہ زرد تھا۔ اتنے ہفتوں کی ان تھک محنت اور ذہنی دباؤ نے اسے اپنی صحت کی طرف سے غافل کر رکھا تھا' آج بھی وہ پہلے سے کمزور نظر آتی تھی۔ پچھلی کرسی پہ سیاہ کوٹ میں ملبوس احمر شفیع بیٹھا تھا۔ اس کی لاء ڈگری اور لائسنس کے باعث اسے ادھر بیٹھنے کا موقع مل جاتا تھا۔ (زمر کو ننانوے فیصد یقین تھا کہ اس کی ڈگری جعلی تھی' مگر اپنے دفاع میں وہ صرف اتنا کہتا تھا کہ بغیر لاء ڈگری کے وہ سیاسی کنسلٹنٹ بن ہی نہیں سکتا تھا' اور چونکہ بات درست تھی' اسی لئے وہ باز پرس نہیں کرتی تھی۔)

جب فارس اٹھنے لگا تو زمر نے بے چینی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

”بہت احتیاط سے گواہی دینا۔ پلیز' کچھ غلط مت کرنا۔“

وہ اٹھتے اٹھتے واپس بیٹھا اور اسی سنجیدگی سے زمر کی آنکھوں میں دیکھا۔ ”میں نے ساڑھے تین مہینے کچھ نہیں کیا۔ جو تم نے کہا وہ کیا۔ ایسا ہی ہے نا؟“

زمر کا سر اثبات میں ہلا۔

”میں یہاں خاموشی سے بیٹھ کر وکیلوں کی بے کار بحثیں سنتا رہا۔ ایسا ہی ہے نا؟“

زمر نے اس کی آنکھوں پہ نظریں جمائے اثبات میں سر ہلایا۔

”اب میرے بولنے کا وقت ہے اور ان سب کے سننے کا۔“ کہتے ہوئے اس نے زمر کے پیچھے کسی کو دیکھا۔ ”یہ کون ہے؟“

زمر نے چونک کر گردن پھیری تو استغاثہ کی کرسیوں پہ بیٹھے' قیمتی نفیس سوٹ میں ملبوس آدمی کو دیکھ کر وہ ٹھہر گئی۔

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''یہ تو سابق پراسیکیوٹر جنرل ہیں۔ یہ ادھر کیسے؟'' فارس لاعلمی سے شانے اچکاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ زمر نے گھوم کر احمر کو دیکھا جو نگاہیں اوپر چبوترے پہ جمائے بیٹھا تھا۔ ''پراسیکیوٹر جنرل ادھر کیا کر رہے ہیں، احمر؟''

''مجھے نہیں معلوم۔ غازی نے کہا تھا' ان کو بلاؤ' میں نے صرف اتنا کیا ان کی موجودگی یہاں یقینی بنائی۔''

''فارس نے کہا تھا؟'' وہ متعجب رہ گئی، پھر واپس گھومی۔ اور الجھن سے فارس کو دیکھا جو کٹہرے میں کھڑا حلف لے رہا تھا۔ وہ اٹھ کر اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ساری باتیں ذہن سے جھٹک کر گواہی لینے لگی۔

''ریکارڈ کے لئے اپنا نام بتایئے۔'' اس نے خشک لہجے میں مخاطب کیا۔ وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔ ''فارس طہیر غازی۔'' نظریں زمر پہ جمی تھیں۔

''کیا یہ درست ہے کہ آپ کو 13 اکتوبر کی شام اپنے گھر سے گرفتار کیا گیا؟''

''جی۔'' وہ اب اس سے چند روٹین کے سوالات کر رہی تھی۔ اور وہ مختصر جواب دے رہا تھا۔ آخر میں اس نے پوچھا۔

''کیا آپ حلفیہ کہتے ہیں کہ آپ کا قمر الدین چودھری کے قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے؟''

''جی ہاں۔ میں نے یہ قتل اور اغوا نہیں کیا۔ میں بے گناہ ہوں۔''

زمر مڑی اور پراسیکیوٹر کو "your witness" کہہ کر مخاطب کرتی اپنی کرسی پہ آ بیٹھی۔ پراسیکیوٹر لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ سجائے اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

''فارس غازی' آپ نے ابھی کہا کہ آپ مقتول کو جیل کے زمانے سے جانتے تھے۔ کیا آپ دونوں کے درمیان کوئی دشمنی' کوئی رقابت تھی؟''

''مجھے یاد نہیں۔'' کٹہرے پہ ہاتھ رکھے کھڑے وہ پراسیکیوٹر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پُرسکون سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

''کیا آپ کو یہ یاد ہے کہ آپ نے قمر الدین چودھری کو پیٹا تھا؟''

''آئی ڈونٹ ری کال۔''

پراسیکیوٹر نے مسکرا کر سر جھٹکا۔ ''کیا قمر الدین کے جیل سے چھوٹنے کے بعد آپ کا اس سے کوئی جھگڑا ہوا تھا؟''

''مجھے یاد نہیں۔''

''آپ 28 اور 29 اگست کی درمیانی رات کہاں تھے؟''

''میں رات نو بجے گھر آ گیا تھا اور اگلی صبح ساڑھے سات بجے گھر سے نکلا تھا۔'' زمر نے بے اختیار اسے دیکھا۔ وہ محتاط الفاظ کا چناؤ کر رہا تھا۔ گردن موڑ کر اس نے پراسیکیوٹر جنرل کو دیکھا۔ وہ انگوٹھے کے ناخن سے انگشتِ شہادت کا ناخن رگڑتے' توجہ سے اس کو دیکھ رہے تھے۔

''کیا آپ پوری رات گھر پر رہے تھے؟'' پراسیکیوٹر نے وہ سوال پوچھا جس کا زمر کو دھڑکا تھا۔

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کمرہ عدالت میں چند ثانیے کے لیے سناٹا چھا گیا۔ پھر فارس طہیر غازی نے اٹھی گردن اور سنجیدہ چہرے کے ساتھ کہا۔

''نہیں۔''

زمر کا دل لمحے بھر کے لئے رکا۔ احمر بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھا۔ پراسیکیوٹر بھی دو قدم مزید قریب آیا۔

''تو آپ اس رات.... کہیں جا کر واپس آئے تھے؟'' پراسیکیوٹر کو 'مجھے یاد نہیں' کی توقع تھی، وہ خود بھی حیران ہوا تھا۔

''میں گیارہ بجے گھر سے نکلا تھا اور صبح پانچ بجے واپس آ گیا تھا۔''

زمر نے بے اختیار سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا۔

''آپ گیارہ سے پانچ کے دوران کدھر گئے تھے؟''

فارس نے ایک علاقے کا نام لیا جو ڈاکٹر ایمن کے ہسپتال کے قریب تھا۔

''یہ علاقہ قمر الدین کے قتل کی جگہ سے کافی دور ہے۔ میں پوری رات اسی علاقے میں تھا'' وہ پرسکون سا کہہ رہا تھا۔ زمر کو نہیں سمجھ آئی وہ کس بات پہ اعتراض کرے۔ اس کا گواہ اپنے ہی خلاف hostile witness بن رہا تھا۔

''اور آپ وہاں کس جگہ تھے؟''

وہ لمحے بھر کو رکا۔ ''میں ایک عمارت میں گیا تھا۔''

''اور کیا وہ کوئی خالی عمارت تھی؟ کوئی زیر تعمیر ہسپتال؟ کوئی فیکٹری؟ جہاں آپ کی alibi ثابت کرنے کے لئے ایک شخص بھی نہ ہو۔''

پراسیکیوٹر کے لبوں پہ استہزائیہ مسکراہٹ بکھری۔

''وہاں 32 لوگ تھے جنہوں نے مجھے ادھر دیکھا پوری رات۔ میرے پاس 32 alibis ہیں۔''

جہاں پراسیکیوٹر لمحے بھر کے لئے لاجواب ہوا' وہاں زمر نے چونک کر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اسی طرح پرسکون کھڑا تھا۔ پراسیکیوٹر جنرل نے کراہ کر آنکھیں میچیں۔

''32 لوگ؟'' پراسیکیوٹر قدرے ہکا بکا کر سنبھلا۔ ''یہ کون سی جگہ تھی۔''

''یہ ایک.... ایک میٹنگ پلیس ہے۔ ملاقات کی جگہ۔ بور ہوئے لوگ ادھر جاتے ہیں۔''

''اور آپ ادھر کیوں گئے تھے؟''

''میں.... کافی پینے گیا تھا۔'' وہ تازہ دم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ پراسیکیوٹر کو سمجھنے میں چند لمحے لگے۔

''آپ کا مطلب ہے یہ کوئی بار یا کلب جیسی جگہ ہے۔''

''جی۔''

''تو.... وہاں لڑکیاں بھی ہوں گی؟'' پراسیکیوٹر نے اب کے مسکرا کر زمر کو دیکھا۔ ''کیا آپ کسی لڑکی کے ساتھ تھے۔''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''وہاں...لڑکیاں.....نہیں ہوتیں۔صرف مرد ہوتے ہیں۔'' وہ الفاظ توڑ توڑ کر بولا تھا۔لمحے بھر کو کمرہ عدالت میں خاموشی چھا گئی۔زمر کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔نچلا لب دانتوں تلے دبائے وہ بالکل سن سی فارس کو دیکھ رہی تھی۔

''اچھا...آئی سی...سو...آپ اس کلب میں تھے؟ پوری رات؟''

''پراسیکیوٹر صاحب وہاں 32 لوگ...32 مرد اس رات موجود تھے۔کلب کی لابی کی سی سی ٹی وی فوٹیج میں میرے آگے پیچھے داخل ہونے والے 32 لوگوں کے چہرے بھی نظر آ رہے ہیں۔کچھ کے تو نام بھی مجھے یاد ہیں۔جو کولمبیا سے پڑھ کر آیا ہے...اور ایک بڑے سرکاری عہدیدار کا بیٹا ہے....وہ بار کاؤنٹر پہ میرے ساتھ ہی بیٹھا تھا...اس کا باز و فریکچر ہوا تھا اور......''

زمر نے بے اختیار گردن موڑ کر پراسیکیوٹر جنرل کو دیکھا جن کی نظریں فارس غازی پہ گڑی تھیں اور کان سرخ تھے۔ادھر وہ پرسکون سا کہہ رہا تھا۔جج صاحب ایک دم چونک کر فارس کو دیکھنے لگے تھے۔

''آپ پراسیکیوٹر صاحب...ان 32 لوگوں کو subpheona کریں' کورٹ بلائیں اور میری alibi کی تصدیق کر لیں' میں آپ کو ان کے نام دینے کے لئے تیار ہوں۔آپ نے مجھے گرفتار ہی ان لوگوں کے ناموں کے لیے کیا ہے نا تو مجھ سے نام پوچھیں۔'' سادگی سے جج صاحب کی طرف دیکھا۔

''بالکل' آپ ان کے ناموں کی فہرست عدالت میں جمع کروائیں۔عدالت ان کو باری باری طلب کر کے سوال جواب کر لے گی۔''

پراسیکیوٹر کا اعتماد واپس آنے لگا۔

''یور آنر!'' وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔اب کچھ کچھ اسے سمجھ میں آنے لگا تھا۔'فارس غازی ان لوگوں کی فہرست عدالت کے حوالے نہیں کر سکتا کیونکہ....کیونکہ وہ عزت دار لوگ ہیں۔اگر ان کو subpheona کیا گیا تو یہ ان کی توہین ہو گی۔جیسے ایک سابقہ سرکاری آفیسر کا بیٹا' جس کا باز و فریکچر ہوا تھا' وہ جج بننے جا رہا ہے' اس گواہی سے اس کا کیریئر...متاثر ہو گا۔'' وہ جلدی جلدی کہہ رہی تھی۔پراسیکیوٹر نے جھلا کر اسے دیکھا تھا۔

''یور آنر' اگر وفاع کو ملزم کی ایلی بائی ثابت کرنی ہے تو ان کو وہ فہرست عدالت کے حوالے کرنی ہو گی۔''

''شیور' میں تو تیار ہوں دینے کے لیے۔اسی فہرست کے لیے تو آپ نے مجھے گرفتار کروایا ہے۔'' وہ پرتپش مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

پراسیکیوٹر نے اب کے الجھ کر اسے دیکھا۔

''کون سی فہرست؟ آپ کو اس لیے گرفتار کیا گیا ہے کیونکہ آپ نے قمر الدین کا قتل کیا ہے۔'' جج صاحب چونک جانے کے انداز میں باری باری کبھی فارس کو دیکھتے' کبھی پیچھے بیٹھے سابق پی جی کو۔

''کیا آپ ایک بھی ثبوت لا سکے ہیں اپنے الزام کے حق میں؟'' وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بے بسی بھرے غصے سے کہہ رہی تھی۔

'' فارس غازی بے گناہ ہے' کیا اس کے چار سال ضائع کر کے لوگ خوش نہیں ہوئے جو اس کو ایک دفعہ پھر قید کی طرف دھکیلا جا رہا ہے؟ وہ

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اپنا بیان دے چکا ہے۔ یہ case of two versions ہے۔ وہ اس رات قتل کی جگہ سے بہت دور تھا۔ ہمارے پاس 32 گواہ ہیں۔ لیکن ان کے نام پراسیکیوشن کے حوالے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پبلک پراسیکیوشن آفس کو سابق افسروں کے بارے میں انتقامی کارروائیاں کرنے کا اختیار دے دیں۔'' پہلی دفعہ پراسیکیوٹر چونکا۔ مڑ کر تماشائیوں کی طرح بیٹھے سابق پی جی کو دیکھا جو سرخ چہرے کے ساتھ بیٹھے تھے۔ لمحے بھر کے لیے پراسیکیوٹر کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

''ایک منٹ مسز زمر.....''

''نہیں جناب عالی! اب وہ وقت آ گیا ہے جب ہم فارس غازی کو اکیلا چھوڑ دیں۔ اسے اس کی زندگی جینے دیں اور اس کے اوپر یہ جھوٹے مقدمات ختم کریں۔'' اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا اور آواز غصے سے پھٹ رہی تھی۔

''یور آنر' مسز زمر کیس کا رخ دوسری طرف موڑ رہی ہیں۔ یہ غلط بات کہہ رہی ہیں۔'' پراسیکیوٹر پر اعتماد نہیں لگ رہا تھا۔ کبھی وہ پیچھے بیٹھے پی جی کو دیکھتا' کبھی کٹہرے میں کھڑے فارس کو اور وہ دونوں پراسیکیوٹر سے بے نیاز' ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ سپاٹ' گہری نظروں کے ساتھ۔

''مسز زمر واقعی غلط بات کہہ رہی ہیں۔'' جج صاحب نے برہمی سے پراسیکیوٹر کو مخاطب کیا۔ ''یہ دو versions کا کیس نہیں ہے۔ یہ further inquiry کا کیس ہے۔'' (زمر نے بے اختیار میز پہ دونوں بازو رکھے' اور چہرہ ان پہ گرا دیا۔ اور فارس نے آنکھیں میچ کر طویل سانس کھینچی۔) ''یہ ایک fishing expedition ہے۔ اور مجھے اس بنچ پہ بیٹھے شرم آ رہی ہے کہ پبلک پراسیکیوشن آفس انتقامی کارروائیوں کے لیے اس حد تک گر سکتا ہے۔''

''جناب عالی یہ پٹیشنر کو manipulate کر رہے ہیں۔'' پراسیکیوٹر بوکھلا کر احتجاج کرنے لگا مگر جج صاحب نے غصے سے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

''سرکاری آفس نے اس کیس میں اپنی ذمہ داری درست طریقے سے انجام نہیں دی۔ آپ کے گواہوں کے بیانات میں جھول ہے۔ شواہد ناکافی ہیں۔ شریکِ جرم کریڈیبل نہیں ہے۔ آپ نے ساڑھے تین ماہ سے ایک ایسے آدمی کو زیرِ حراست رکھا ہوا ہے' جس کو مقید کرنے کے لیے آپ کے پاس ناکافی ثبوت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔'' وہ شدید برہمی سے کہہ رہے تھے اور پراسیکیوٹر لب کاٹتا' سننے پہ مجبور تھا۔

''ان بتیس لوگوں کو کورٹ میں گھسیٹنے کی میری نظر میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عدالت فارس غازی کے بیان سے مطمئن ہے اور سیکشن 249CrPc کے تحت فارس غازی کو ناکافی شواہد کے باعث باعزت بری کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اور پبلک پراسیکیوشن آفس کو انتباہ کرتی ہے کہ اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں پہ اتر آنے سے گریز کریں تو یہ موجودہ پراسیکیوٹر جنرل کی صحت کے لیے بہتر ہو گا۔'' شدید غصے اور ناگواری سے کہہ کر جج صاحب نے اپنا ہتھوڑا زور سے میز پہ دے مارا۔ پیچھے بیٹھے سابق پی جی نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی' اور پھر فارس کو دیکھ کر سر کو ذرا سا خم دیا اور اٹھ کر باہر چلے گئے۔ وہ اس کے احسان مند تھے۔

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اور آپ فارس طہیر غازی..." جج صاحب نے رخ اس کی طرف پھیرا۔ ''مجھے افسوس ہے اور شدید دکھ ہے کہ آپ کو فنشنگ ایکسپیڈیشن کا شکار کر کے اتنے ماہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارنے پڑے۔ میں پبلک پراسیکیوشن آفس کو ایڈوائس دوں گا کہ وہ آپ کو معذرت پیش کریں۔''

فارس نے کٹہرے کی ریلنگ پہ ہاتھ رکھے' اٹھی گردن اور زخمی آنکھوں کے ساتھ بس اتنا کہا۔ ''آپ کا شکریہ یور آنر' لیکن ان کی معافی میری زندگی کے سوا چار سال نہیں لوٹا سکتی۔ میرے خاندان اور دوستوں میں ہوئی میری بے عزتی اور توہین نہیں ٹھیک کر سکتی۔ میری دو دفعہ کھو جانے والی نوکریاں عزت سے مجھے واپس نہیں مل سکتیں۔ جب آپ کسی بے گناہ آدمی کو قید میں ڈالتے ہیں تو آپ اس کو معصوم نہیں رہنے دیتے۔ وہ اپنے دفاع کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کوئی خدا ہے بھی یا نہیں' کوئی قیامت آئے گی بھی یا نہیں' مگر مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ بے گناہ آدمی اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو روکنے کے لیے جو بھی کرے' وہ قانوناً اور شرعاً درست ہوتا ہے۔'' بھینچے ہوئے ابرو کے ساتھ وہ نیچے اتر آیا۔

زمر اس وقت ڈھیر سارا رونا چاہتی تھی' مگر وہ یہاں رو بھی نہیں سکتی تھی۔ بدقت سارے آنسو اندر اتار کر اس نے چہرہ اٹھایا' اور نگاہیں جھکائے' بال کان کے پیچھے اڑستے' اپنے کاغذ ترتیب سے رکھنے لگی۔ وہ خاموشی سے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔

پراسیکیوٹر اب جج صاحب سے بات کر رہا تھا۔ صفائیاں' معذرتیں۔ زمر نے نگاہیں جھکائے کاغذ پہ لکھا۔ ''تم اس رات ہسپتال بھی گئے تھے یا نہیں؟''

فارس نے قلم اٹھا کر اس کے نیچے لکھا۔ ''صرف پچیس منٹ کے لئے گیا تھا۔ آپ کا کیا خیال ہے، میں اتنی گرمی میں پوری رات اسی جگہ بیٹھا رہا تھا؟''

''تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اس رات تم کہیں اور تھے؟''

''آپ نے پوچھا ہی نہیں۔'' سادگی سے لکھ کر کاغذ اس کے سامنے رکھ دیا۔

زمر کے تیوری چڑھ گئی۔ کاغذ پہ چند ہندسے لکھ کر اس کے سامنے ڈالا۔

''یہ میری بقایا فیس ہے۔ وقت پہ ادا کرنا۔'' خفگی سے سرگوشی کی تو فارس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ ''مجھے ریسیو کرنے نہیں آؤ گی؟''

''ٹیکسی کر کے آجانا۔'' وہ رخ موڑے سنجیدگی سے جج صاحب کی طرف متوجہ تھی۔

''اور ٹیکسی کا کرایہ؟''

''اپنی گرل فرینڈ سے مانگ لینا۔'' وہ اٹھ کر آگے چلی گئی' اور وہ تکان بھری مسکراہٹ سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر گردن موڑی تو احمر ابھی تک ششدر بیٹھا تھا۔ اس کو متوجہ پا کر آگے ہوا۔ ''تو اس رات تم ایسی جگہ تھے جس کے بارے میں کوئی گواہی دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ واؤ۔ ایسے طریقے مجھے کیوں نہیں سوجھتے؟'' وہ محظوظ ہوا تھا۔ فارس پیچھے کو جھکا اور دھیرے سے کہنے لگا۔ ''تم نے میرے کیس کے لئے تمام

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

انویسٹی گیشن کی۔اس کے لئے تمہارا....''

''اس کی فیس اس پہ لکھی ہے۔''احمر نے فوراً سے کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھا۔''پلس پھوپھو کے پیسے الگ ہیں۔ٹیکس الگ ہے۔ ویک اینڈ سے پہلے ادا کر دینا۔''اور وہ جو شکریہ ادا کرنے لگا تھا'رک کر اس کاغذ کو پڑھنے لگا۔ابرو بے اختیار اٹھے۔باری باری فیس کے دونوں تحریری مطالبوں کو دیکھا اور پھر ماتھے پہ بل لئے''بہت بہتر''کہہ کر خفگی سے رخ موڑ لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یا اتنا سخت جان کہ تلوار بے اثر

یا اتنا نرم دل کہ رگِ گل سے کٹ گیا

جس روز پھر فارس گھر واپس آیا'وہ انیکسی والوں کے لئے عید کا دن تھا۔حسینہ اور صداقت نے اچھا سا کھانا بنایا تھا۔سیم'ندرت اور بڑے ابا اس کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔سب خوش باش اس سے باتیں کر رہے تھے۔وہ بھی مسکرا کر ان کے سوالوں کا جواب دے رہا تھا۔وہ تھکا ہوا مگر مطمئن لگتا تھا۔

حنین مل کر اسٹڈی میں چلی گئی تھی۔وہ کچھ کام کر رہی تھی۔ایسے میں صرف زمر تھی جو اب تک اس سے نہیں ملی تھی۔اوپر اپنے کمرے میں وہ ناخن دانتوں میں دبائے'ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔بار بار دروازے کی طرف بڑھتی'پھر سر جھٹک کر واپس ہو لیتی۔ذرا سی درز سے نیچے سے آوازیں صاف سنائی دیتی تھیں۔(سب کو شکریہ کہہ رہا ہے۔آپا آپ کا شکریہ'کھانے بھیجنے کا۔انکل آپ کا شکریہ'دعا کرنے کا۔صداقت تمہارا شکریہ'پتہ نہیں کس چیز کا۔اور میں جو اتنے مہینے اس کے لیے خوار ہوتی رہی'میرا کوئی احساس نہیں!)وہ خفگی سے خود سے بڑبڑا رہی تھی۔

''میں زمر کو دیکھ لوں۔''وہ ایکسکیوز کر کے اٹھ آیا تھا۔اب زینے چڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔زمر نے جلدی سے تکیوں کے غلاف اتارے'نئے غلاف نکالے'اور جس وقت وہ دروازہ ذرا سا بجا کر اندر داخل ہوا'وہ مصروف سی تکیوں کے غلاف بدلتی نظر آ رہی تھی۔

''السلام وعلیکم۔''دروازے میں کھڑے وہ ذرا سا کھنکار کر بولا۔زمر نے ایک بے نیاز اچٹتی نظر اس پہ ڈالی(جینز پہ سویٹر پہنے'وہ تھکا ہوا مگر مطمئن لگ رہا تھا)اور تکیے کو نئے کور میں ڈالتی ہوئے مصروف انداز میں بولی۔

''نمبر ایک۔میں نے تمہارے لئے جو بھی کیا'ٹیم پارٹنر سمجھ کر کیا۔نمبر دو'میں اب بھی نہیں بھولی کہ تم نے مجھے استعمال کر کے جیل توڑنی چاہی تھی۔نمبر تین'مجھے تمہاری ریسٹورانٹ والی باتیں بھی یاد ہیں۔نمبر چار'تم جب چاہو'ڈائیورس پیپرز بنوا لو'اگر میرے پاس حق طلاق ہوتا تو میں خود بنوا لیتی۔نمبر پانچ'میں مزید تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔اس لئے میں نے اپنا سامان نیچے اسٹڈی روم میں شفٹ کر دیا ہے۔یہ کمرہ اب صرف تمہارا ہے۔نمبر چھ'ہم ٹیم کی طرح....پہلے کی طرح کام کرتے رہیں گے'لیکن'تمہاری بے گناہی معلوم ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں نے تمہیں معاف بھی کر دیا ہے۔نمبر سات....''الفاظ ٹوٹ گئے'کیونکہ وہ خاموشی سے قدم قدم چلتا اس کے پیچھے آ کھڑا

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ہوا۔اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے اپنے کندھے سے لگایا اور تھوڑی اس کے کندھے پر جمائے، آنکھیں بند کیے اس نے صرف اتنا کہا۔ "شکریہ۔ میرے لیے لڑنے کا۔"

چند ساعتیں اور گزریں۔ چند لمحے اور سرکے۔

زمر جو بالکل منجمد ہو گئی تھی، بمشکل گہری سانس لے کر بولی۔

"نمبر سات' میں کل تمہارے خلاف restraining order فائل کروں گی۔ جس کے تحت تمہیں مجھ سے دس فٹ دور رہنا ہوگا۔" اور اپنے ہاتھ چھڑائے۔ فارس نے چہرہ اٹھایا' اسے کہنی سے تھامے اپنے سامنے کیا' اور قدرے تعجب سے اسے دیکھا۔ "تم کل یہ آرڈر فائل کرو گی؟ واقعی؟"

"بالکل!" گردن کڑا کر بولی' مگر اس کی آنکھوں میں دیکھنا...اُف۔

"مگر کل تو چھٹی ہے۔"

"میرا مطلب تھا' پرسوں۔" تلملا کر بولی' اور کہنی چھڑا کر دروازے کی بڑھ گئی۔

"اچھا' کمرہ مت چھوڑو' ہم بیٹھ کر اس بارے میں بات کر لیتے ہیں۔" وہ پیچھے سے بولا تھا۔ تکان سے مسکرا کر۔

"نمبر آٹھ' میرا فیصلہ حتمی ہے۔" بظاہر خشک لہجے میں کہہ کر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ سیڑھیاں اترتے اس کے کانوں سے دھوئیں نکل رہے تھے۔ بمشکل چہرے کو نارمل رکھے' وہ اسٹڈی میں آئی تو اندر نقشہ بدلا ہوا تھا۔

ایک صوفہ کم بیڈ' جو فی الحال کھلا ہوا تھا۔ (اور اس کی اونچائی دو میٹرس جتنی ہی تھی) پر حنین لیپ ٹاپ لیے بیٹھی تھی۔ اندر سفید فلیش لگی تھی' اور حنہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا بنا؟" زمر فوراً اس کے قریب آئی۔

"میں نے اس فلیش ڈرائیو کے پروگرام کو ڈی کرپٹ کر لیا ہے۔ اور وہ کھل گئی ہے۔"

زمر کو آگے پیچھے کی ہر شے بھول گئی۔ دل و دماغ میں جیسے سکون سا اتر آیا۔

"اوہ ریلی۔" وہ خوشی سے کہتی اس کے ساتھ آ کر بیٹھی اور اسکرین کو دیکھا۔

"کیا نکلا اس میں سے؟"

حنین ابھی تک شل تھی۔ "میں نے اتنے مہینے لگائے' اتنا وقت برباد کیا' صرف ایلسا اور آنا کے لئے۔"

"کیا؟"

حنین نے اسکرین کا رخ اس کی طرف پھیرا۔ "اس فلیش ڈرائیو میں سوائے فروزن فلم کے' کچھ بھی نہیں ہے۔ ہر طرح سے کنگھال چکی ہوں اسے۔ مگر یہ خالی ہے۔ یا تو بھائی نے اصل فلیش مجھے نہیں دی' یا اس نے غلط فولڈر کاپی کیا تھا۔" وہ ابھی تک سن تھی۔

Nemrah Ahmed: Official

Reading Session

#TeamNAO

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اوہ نہیں!'' زمر نے نڈھال سی ہو کر سر پیچھے کو گرا لیا۔

اور قصر کاردار کے لاؤنج میں جواہرات کاردار غصے سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔ اس کی رنگت مارے غضب کے سیاہ پڑ رہی تھی' جبکہ صوفے پہ بیٹھا ہاشم گردن پیچھے کو پھینکتا ہنستا جا رہا تھا۔ جواہرات نے رک کر ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔ ''وہ رہا ہو کر ہمارے سروں پہ پھر سے پہنچ گیا ہے اور تم ہنس رہے ہو۔''

''اس نے وٹنیس اسٹینڈ پہ کھڑے ہو کر ایڈووکیٹ جنرل کو بلیک میل کیا.... ہاہاہا... نا قابل یقین کول۔'' وہ ہنس رہا تھا۔

''زمر کو تو میں دیکھ لوں گی' تم مجھے بتاؤ اب ہم اس کو دوبارہ کیسے جیل بھیجیں۔''

''اب پبلک پراسیکیوشن آفس میں کوئی اس کو پراسیکیوٹ نہیں کرنا چاہے گا۔ میں نے آپ سے کہا تھا' کیس جلدی چلوانے کی کوشش نہ کریں' لیکن خیر۔'' ہنستے ہنستے وہ پل بھر کو رکا اور محظوظ انداز میں جواہرات کو دیکھا۔ ''میں مزید اس کو جیل میں نہیں بھیجنا چاہتا۔ اس کو صرف ایک شخص اندر کروا سکتا تھا۔ کرنل خاور۔ اب مزید کوشش نہ کیجیے۔ وہ ہمارے لئے خطرہ نہیں ہے۔ نہ بن سکتا ہے۔ اب موو آن کرنے کا وقت ہے۔ اچھے کام کرنے کا وقت ہے۔'' کوٹ کا بٹن بند کرتا اٹھا۔ ''میں ممی' ایک اچھا انسان بننا چاہتا ہوں۔ میں راستہ تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے پرانی دشمنیاں چھوڑ کر آگے بڑھیے۔'' ماں کا شانہ تھپک کر وہ آگے بڑھ گیا۔ جواہرات وہیں کھڑی کلستی رہی۔ پھر کمرے میں آئی۔ دروازہ مقفل کیا اور فون ملایا۔

''مجھے اچھی خبر کب سناؤ گے فصیح؟'' زہر خند لہجے میں وہ بولی تھی۔

''آج رات کام ہو جائے گا۔ پہلے سعدی اور پھر خاور۔'' سن کر اس نے موبائل پرے ڈالا اور سنگھار میز کے قد آور آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ سفید اور سرخ لمبے گاؤن میں ملبوس وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی' مگر چہرے پہ چھایا غیض و غضب اس کے حسن کو گہنا رہا تھا۔ شرارے پھوڑتی آنکھوں سے آئینے کو دیکھتے اس نے گردن میں پہنی موتیوں کی مالا نوچ ڈالی۔ تڑ تڑ تڑ..... سفید چکنے چکنے موتی ٹوٹ ٹوٹ کر فرش پہ گرنے لگے۔

اوپر اپنے کمرے میں بستر پہ سستی سے نیم دراز' پیروں کی قینچی بنائے نوشیرواں کھٹا کھٹ موبائل پہ ٹائپ کیے جا رہا تھا۔ بال بنے تھے' اور لباس سے لگتا تھا کہ ابھی آفس سے لوٹا ہے۔ آنکھوں میں ازلی بیزاری کی جگہ مصروف سا تاثر تھا۔ گویا گفتگو میں بہت منہمک ہو۔

''بھائی شادی کرنے جا رہا ہے۔'' اسکرین پہ الفاظ ابھر رہے تھے۔ دوسری طرف سے علیشا کا جواب چمکا۔ ''یہی بتانے کے لئے اتنی صبح ٹیکسٹ کر رہے ہو؟''

''کیا تمہیں ذرا بھی دلچسپی نہیں سننے میں کہ وہ کس سے شادی کرنے جا رہا ہے؟''

''تم بتا دو۔''

''آبدار عبید سے' وہ ہماری یونی میں تھی۔ مجھے شدید ناپسند ہے وہ۔ بھائی کو وہی لوگ پسند آئے ہیں جو مجھے شدید ناپسند ہوتے ہیں۔'' لکھتے

Nemrah Ahmed: Official
Reading Section
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہوئے ابرو بھنچ گئے اور آنکھوں میں خفگی عود آئی۔

''اچھا۔ وہی جس کو تم یونی میں تنگ کرتے تھے اور پھر ہاشم نے تمہیں پٹوایا تھا؟'' وہ محظوظ ہوئی تھی۔ لمحے بھر کو نوشیرواں کا ردار منجمد ہو گیا۔

جیسے سارا خون جم گیا ہو۔ ہڈیاں برف کی ہو گئی ہوں۔

''کون ہاشم؟ اور تمہیں کیسے پتہ؟'' اس کے ذہن میں پہلا خیال یہ آیا تھا کہ آبی کے منگیتر کا نام بھی شاید ہاشم ہو۔

''کیا تمہارے بھائی نے تمہیں نہیں بتایا کہ میں نے اورنگزیب صاحب کا اکاؤنٹ اپنے پاس مرر کر رکھا تھا۔ ان کی ساری ای میلز میں پڑھا کرتی تھی۔ مجھے یاد ہے' ہاشم نے ان کو میل کر کے بتایا تھا کہ تم ان کے دوست کی بیٹی کو تنگ کر رہے تھے' اسی لئے اس نے اپنے کسی بندے کے ذریعے تمہیں پٹوایا تھا۔ شاید اس کو یہ بھی کہا تھا کہ وہ خود کو اس لڑکی کا شوہر یا منگیتر ظاہر کرے۔'' وہ رکی۔ ''کیا تمہیں نہیں معلوم تھا؟''

نوشیرواں کے چہرے کا رنگ یوں نچڑ گیا جیسے سینے میں گھاؤ لگا کر کسی نے سارا خون نکال لیا ہو۔ بے جان ہوتے ہاتھوں سے اس نے موبائل فون وہیں لحاف پہ گرا دیا اور سر اٹھا کر خالی خالی' شل' ششدر نظروں سے سامنے دیکھا جہاں سنگھار میز کا آئینہ اس کا زرد چہرہ منعکس کر رہا تھا۔

اس کی ساری دنیا زمین بوس ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فیض سر پہ جو ہر اک روز قیامت گزری

ایک بھی روز مکافات نہ ہونے پائی

کرنل خاور اپنے کمرہ بجن میں زمین پہ اکڑوں بیٹھا تھا۔ نگاہیں دور خلا میں جمی تھیں اور وہ کسی گہری سوچ میں گم دکھائی دیتا تھا۔ آنکھوں کے گرد لگے زخم اب مندمل ہو چکے تھے اور صحت بھی بہتر تھی۔ ایسے میں دروازہ کھلنے کی آواز سے وہ چونکا۔ اور چہرہ اٹھایا۔

گارڈ کھانے کی ٹرے لایا اور نیچے زمین پہ رکھی۔ خاور کی نگاہیں ادھ کھلے دروازے کے پار گئیں۔ وہاں ایک اور گارڈ نظر آ رہا تھا۔ خاور کی آنکھیں پرسوچ انداز میں سکڑیں۔

''تمہاری اور اس کی تو صبح ڈیوٹی ہوتی ہے' تم لوگ اس وقت کیا کر رہے ہو؟ اور رات والے گارڈز کہاں ہیں؟'' اس کا ماتھا ٹھنکا۔ گارڈ نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔ گہری' خاموش نظر اور مڑ گیا۔ خاور تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے آیا۔

''مجھے سعدی یوسف کے کمرے میں جانا ہے' ابھی اسی وقت۔'' وہ چونکا ہوا لگتا تھا۔ مگر گارڈ نے ایک دم پیچھے مڑ کر ایک زوردار مکا خاور کے جبڑے پہ دے مارا۔ حملہ غیر متوقع تھا۔ وہ تیورا کر پیچھے کو گرا۔ اسی اثناء میں وہ دروازہ آگے سے بند کر چکا تھا۔ خاور وحشیانہ انداز میں دروازہ پیٹنے لگا۔

''اگر تم نے اسے مارا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تم اس کو نہیں مار سکتے۔ اس کو ابھی نہیں مرنا۔''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سعدی یوسف کے کمرے تک یہ آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ وہ اسٹڈی ٹیبل پہ بیٹھا' کاغذ سامنے رکھے' سنہری قلم سے لکھتا جا رہا تھا۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی' دھتکارے ہوئے شیطان سے۔

سیاہ ٹی شرٹ میں ملبوس اس لڑکے کے تازہ شیمپو کیے بال گیلے اور سلیقے سے پیچھے کو بنے تھے۔ وہ گردن ترچھی کیے' منہمک سا قلم کاغذ پہ رگڑ رہا تھا۔

''قرآن میں بہت سے واقعات آپ پھیر پھیر کر لاتے ہیں اللہ تعالیٰ۔ ان کو دہراتے ہیں۔ ہر دفعہ دہرانے کا مقصد مختلف ہوتا ہے۔ جیسے سورۃ النمل میں جتنے بھی واقعات ہیں' ان میں ایک قدر مشترک ہے۔ ویسے تو بہت سی اقدار مشترک ہوں گی' مگر میں محدود سوچ اور محدود علم کا آدمی ہوں۔ اتنا غور و فکر کر پاؤں گا جتنی میری ذہنی وسعت ہے۔ سو میں کہہ رہا تھا اللہ' کہ اب تک جتنے واقعات پہ غور و فکر کیا ہے میں نے ...ان سب میں ایک اکائی ہے جو پورے سسٹم کے خلاف کھڑی ہے۔ پہلے موسیٰ کا واقعہ...ایک موسیٰ اور سامنے فرعون اور اس کے لاؤ لشکر۔ پھر سلیمانؑ اور ان کے سامنے ایک پورا سسٹم جس کو وہ کنٹرول کیے ہوئے ہیں...پھر ایک سلیمانؑ اور ان کے سامنے ملکہ سبا اور اس کے سردار و سلطنت...دوسری جانب ایک ملکہ سبا اور سامنے سلیمانؑ اور ان کے لاؤ لشکر۔ ایک ہدہد جو پورے لشکر کے سامنے اکیلا کھڑا اپنی صفائی دے رہا ہے۔ پھر ایک شعیبؑ اور ان کے سامنے پوری کافر قوم۔ لیکن اگر غور کرو تو سورۃ کا نام ''النمل'' ہے۔ چیونٹیاں۔ کوئی بھی یہاں اکیلا ہو کر بھی اکیلا نہیں ہے۔ موسیٰ کے ساتھ ان کے بھائی اور ان کی قوم ہے۔ سلیمانؑ کے ساتھ ان کے لوگ ہیں۔ ملکہ بھی اپنے سرداروں کے ساتھ ہے۔ شعیبؑ بھی اپنی قوم کی ایلیٹ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے بھی ''وارث'' تھے جن سے ان کے خلاف قتل کی سازش کرنے والے ڈرتے تھے۔ انسان کو بڑے بڑے کام کرتے وقت یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ مجھ اکیلے نے یہ سب کر لیا۔ میں اکیلا ایک سیلف میڈ آدمی ہوں۔ بلکہ نہیں...بہت سے لوگ...خاموش چیونٹیوں جیسے لوگ ہوں گے جنہوں نے آپ کا ساتھ دیا ہو گا۔ ان کو بھولنا نہیں چاہیے۔ جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ رب کا شکر نہیں کرتا۔''

باہر کچن میں وہی گارڈ خاموشی سے ٹرے میں پلیٹ رکھ رہا تھا۔ چمچ کانٹا سب برابر کیا۔ نیپکین سجایا۔ گلاس رکھا۔

''اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جو (اللہ سے) ڈرتے رہے۔ اور لوطؑ کو جب اس نے فرمایا اپنی قوم سے' کیا تم ارتکاب کرتے ہو ''فاحشہ'' (بے حیائی) کا' حالانکہ تم دیکھتے ہو!''

''فاحشہ!'' تیز تیز لکھتے اس معصوم لڑکے نے گہری سانس لی۔ ''اس لفظ کے ساتھ ذہن میں عموماً ان کاموں کا خیال آتا ہے جو بدکاری سے جڑے ہوتے ہیں۔ وہ تو فاحشہ ہوتے ہی ہیں مگر اس لفظ کا مطلب زیادہ وسیع ہے۔ فاحشہ ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جو کھلم کھلا' سرِ عام کیا جائے۔ چاہے وہ بدکاری ہو' عملِ قومِ لوط ہو' سوتیلی ماں سے شادی ہو' یا دن دہاڑے ہونے والی قتل اور راہزنی کی وارداتیں ہوں۔ قومِ لوط مسافروں کو لوٹتے تھے' اور ان کا فحش عمل اس کے علاوہ ہے۔ لوطؑ ان کو کہتے ہیں کہ ''تبصرون'' (تم دیکھتے ہو)۔ یہاں ''نظر'' نہیں آیا۔ نظر

Nemrah Ahmed: Official
Reading Session
#TeamNAO
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

یعنی آنکھ سے دیکھا۔ یہاں ''مبصر'' کہا گیا ہے۔ بصر یعنی دل سے دیکھنا۔ بصیرت رکھنا۔ سمجھ رکھنا۔ تو کھلم کھلا برائیوں کو سمجھنے والے لوگ جو پھر بھی ان کی مخالفت نہ کریں' وہ بھی قومِ لوط جیسے ہی ہوئے نا۔ آج کل کھلم کھلا گناہ کرنے کو بولڈنیس کہا جاتا ہے۔ خود اعتمادی کہا جاتا ہے۔ بھلے ہمارے بچے بڑوں کے ساتھ بدتمیزی سے بات کر رہے ہوں' کھلم کھلا بے ادبی ہو رہی ہو' ماں باپ خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ بچہ کانفیڈینٹ ہے' بولڈ ہے۔''

کچن میں میری اب پیالے میں سوپ ڈال رہی تھی۔ گارڈ منتظر سا کھڑا تھا۔

''(کہا لوطؑ نے) کیا تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت کے لئے' عورتوں کو چھوڑ کر۔ بلکہ تم ایک قوم ہو جو جہالت برتتے ہو۔''

''مگر اللہ تعالیٰ....'' وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ لکھتا جا رہا تھا۔ ''آج کل یہ گناہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ اب ہمارے بچے اس کو بہت لائٹ لینے لگے ہیں۔ قوانین پاس کروا کر' بائیولوجیکل وجوہات بیان کر کے' یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں بٹھائی جا رہی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں' سوان کو برداشت کریں' درگزر کریں۔ تو پھر لوطؑ نے برداشت کیوں نہیں کیا؟ کائنات میں کسی نے یہ گناہ پہلے نہیں کیا تھا۔ یہ اسی قوم سے شروع ہوا تھا۔ آج لوگ اس کو برداشت' روشن خیالی اور ترقی پسندی کی علامت قرار دیتے ہیں۔ ہمارے والد لوطؑ نے اس کو جہالت قرار دیا تھا۔''

ٹرے میں میری نے گرم گرم چاولوں کی پلیٹ رکھی' ساتھ میں چکن کری۔ پانی گلاس میں انڈیلا۔ اور ٹرے اٹھانے لگی تو گارڈ آگے بڑھا۔

''میں اسے کھانا دوں گا۔ یہ مسز کاردار کا حکم ہے۔''

میری کی آنکھوں میں تعجب بھر آیا۔ ''مگر....''

''خاموش رہو!'' اسے گھور کر ٹرے اٹھائی اور آگے بڑھ گیا۔ میری گونگوسی کھڑی رہ گئی۔

''تو نہ تھا جواب اس کی قوم کا' مگر یہ کہ' نکال دو آلِ لوطؑ کو اپنی بستی سے بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو بہت پاک بنتے ہیں۔''

''دلچسپ بات یہ ہے اللہ کہ آج بھی' سوشل میڈیا پہ اس ایشو پہ تین طرح کے لوگ بولتے ہیں۔ ایک اس کو گناہ قرار دیتے ہیں۔ دوسرے اس کے حق میں ''فطری'' اور ''پرسنل چوائس'' ہونے کی دلالت کرتے ہیں۔ اور تیسرے.... تیسرے لوگ اس عمل کے مخالفین کو نشانہ بناتے ہیں۔ کہتے ہیں' یہ مخالفت کرنے والے خود فجر پڑھتے ہیں؟ چار بیویوں سے آگے اسلام کا پتہ ہے ان کو؟ یہ خود کو اتنا پارسا کیوں ظاہر کرتے ہیں؟ پہلے خود کو دیکھو' پھر نصیحت کرو وغیرہ وغیرہ۔ یہ تیسرے لوگ بظاہر جتنا کہیں کہ ہم اس عمل کے کرنے والوں سے اتفاق نہیں کرتے مگر یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے وغیرہ وغیرہ' یہ لوگ بھی قومِ لوط شمار ہوتے ہیں۔ اگر داعی کی بات نہیں مانی تو اس پہ پرسنل اٹیک کرو' یہ طریقہ آج کا نہیں ہے۔ ''پتہ نہیں یہ نصیحت کرنے والا خود اندر سے کیا ہو'' یہ فقرہ کہنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ تو قومِ لوط کا طریقہ ہے۔ جاہلوں کا طریقہ ہے۔ اور النمل سورۃ ہے۔ مبلغین کی۔ ظلم اور برائی کے خلاف کھڑے ہونے والے لوگوں کی۔ جو نیوٹرل نہیں رہتے تھے۔''

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Session
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''تو نجات دی ہم نے لوطؑ کو اور اس کے گھر والوں کو۔ سوائے اس کی بیوی کے۔ مقدر کر دیا ہم نے اس کو پیچھے رہ جانے والوں میں سے۔ اور برسائی ہم نے ان پہ بارش۔ تو بہت بری تھی بارش ڈرائے جانے والوں کی!''

سعدی لکھ رہا تھا۔ کچن میں ہونے والی سرگرمی سے بے نیازی۔

''لوطؑ کی بیوی گو کہ مسلمان تھی مگر قوم کے لیے دل سے ہمدردی رکھتی تھی۔ انسان اسی کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ انجیل مقدس کے مطابق اس نے لوطؑ اور دو بیٹیوں کے ہمراہ نکلتے ہوئے.... پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اور وہ نمک کا مجسمہ بن گئی۔ پتھرا گئی۔ وہیں سے وہ ''پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا پتھر کے ہو جاؤ گے۔'' والی اصطلاح نکلی ہے۔ جو گناہ آج لوگوں کو اتنا ہلکا لگتا ہے' پرسنل چوائس لگتا ہے' وہ اتنا سخت ناپسندیدہ ہے اللہ کے نزدیک کہ الہامی کتب میں آتا ہے... جبرئیلؑ نے اپنے پر پہ اس پوری بستی کو اٹھایا' آسمان تک لے کر گئے اور واپس پٹخ دیا۔ وہ زمین میں دھنس گئے۔ ان پہ پتھروں کی تار گٹڈ بارش برسی۔ ہر شخص کے اوپر وہ پتھر آ کر لگا جس پہ اس کا نام منقش تھا۔ آج اس جگہ پہ بحر مردار (dead sea) ہے۔ جہاں کوئی ذی روح نہیں رہ سکتا۔ جہاں پانی کے اندر... اتنے برسوں بعد بھی کوئی زندگی نہیں ہے۔ نہ زندگی پل سکتی ہے۔ یہ اتنے بڑے گناہ تھے' اور آج لوگ....'' قلم خشک ہونے لگا۔ اس نے رک کر قلم جھٹکا۔ پھر لکھا۔ بے سود۔ اس کا موڈ خراب ہونے لگا۔ لکھنے کے لیے سب سے ضروری چیز ایک اچھا قلم ہوتی ہے۔ سعدی نے خفگی سے اس کے اوپر کے کلپ دیکھے۔ وہاں چار بٹن تھے۔ اس نے موجودہ نب کا بٹن واپس اوپر کر دیا۔ اور دوسرا گرایا۔ لکھا تو وہ سرخ لکھتا تھا۔ اونہوں۔ اس نے تیسرا بٹن دبا کر تیزی سے نب نکالی۔ وہ نیلی تھی۔ اور سعدی کو صرف سیاہ روشنائی پسند تھی۔ اس نے چوتھے بٹن کو نیچے کیا تو اندر سے... باریک سی نب نکلی۔ وہ اس سے لکھنے لگا پھر غور سے دیکھا۔ وہ نب نہیں تھی۔ سوئی کی طرح تھی۔ تیز دھار آلے کی طرح۔ اس کو آبدار کی آنکھوں کا اشارہ یاد آیا۔ وہ رک کر سوچنے لگا۔ تبھی دروازہ کھلا تو اس نے جھٹ قلم مٹھی میں دبا لیا اور یوں ظاہر کرنے لگا گویا اپنا لکھا پڑھ رہا ہے۔

گارڈ نے دروازہ بند کیا۔ ٹرے لا کر رکھی۔ باری باری چیزیں نکال کر میز پہ سجائیں۔ پھر... سعدی کی طرف پشت کیے.... جیب سے زنجیر کا ٹکڑا نکالا۔ وہ خاور کو باندھی گئی زنجیروں سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس پہ خاور کا خون اور ڈی این اے موجود تھا' اور گارڈ کے ہاتھوں پہ دستانے چڑھے تھے۔ شفاف باریک دستانے۔

وہ ایک دم پلٹا اور پیچھے سے آ کر سعدی کی گردن میں وہ زنجیر ڈالی۔ بلکہ ڈالنی چاہی۔ مگر سعدی تیزی سے آگے کو جھکا' اور خود کو کرسی سمیت دائیں جانب گرایا۔ گارڈ کے ہاتھ میں اس کی شرٹ کا پچھلا حصہ آیا تھا' وہ اس سے اس کو کھینچتے ہوئے زمین پہ گرانے لگا۔ سعدی نے ''میری ...کوئی ہے...'' چلاتے ہوئے ہاتھوں اور پیروں سے اس کو پرے دھکیلنا چاہا' مگر گارڈ کا زور بہت زیادہ تھا۔ وہ گھٹنا سعدی کے سینے پہ رکھے' پوری قوت سے اسے نیچے گرائے رکھے' زنجیر اس کی گردن میں ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا اور سعدی مسلسل سر دائیں بائیں ہلاتے ہوئے خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پوری قوت لگاتے ہوئے گارڈ کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا... سعدی نے بھی اتنی ہی قوت سے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر پرے ہٹایا اور اس سے پہلے کہ اٹھتا' گارڈ نے زور کا مکا اس کے جبڑے پہ رسید کیا۔

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سعدی کا دماغ بھی گھوم گیا اور چہرہ بھی۔ اور جب چہرہ بائیں جانب گھوما تو اسے دھندلا سا نظر آیا۔ سنہری پین ساتھ میں گرا پڑا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا.... پھیلایا..... قلم چند انچ دور تھا۔ گارڈ نے اس کی گردن کے گرد زنجیر لپیٹی اور اسے کسنے لگا... سعدی کی انگلیوں نے قلم کو چھوا اور اگلے ہی لمحے اس نے قلم اٹھا کر گارڈ کے جسم کے اندر اتار دیا۔ دھندلی بصارت کے باعث سمجھ نہیں آئی کہ کدھر مارا... مگر..... منظر ذرا واضح ہوا... گردن کی زنجیر ڈھیلی ہوئی تو دیکھا... پین گارڈ کے ہاتھ کی پشت میں کھب چکا تھا۔ زنجیر گارڈ کے ہاتھوں سے پھسل گئی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اگلے ہی لمحے گھٹنوں کے بل زمین پہ گرا۔ سعدی نے زنجیر گردن سے نکالتے.. لڑکھڑا کر کھڑے ہوتے اسے دیکھا۔

گھٹنوں کے بل بیٹھا گارڈ... سعدی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی رنگت سفید پڑ رہی تھی اور آنکھوں میں ایک شل سا تاثر تھا۔ منہ سے یکا یک جھاگ نکلنے لگی اور وہ منہ کے بل نیچے گرا۔

سعدی ایک لمحے کے لئے تو منجمد ہو گیا' پھر تیزی سے اس کے اوپر جھکا۔

''Don't die'' جلدی سے اسے سیدھا کیا اور اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ گارڈ ابھی تک سعدی کو دیکھ رہا تھا۔

''مرنا مت پلیز مت مرنا۔'' وہ دہشت سے اس کو جھنجھوڑتے کہہ رہا تھا۔ گارڈ کی متعجب آنکھیں سعدی پہ جمی تھیں۔ وہ اتنی حیران' اتنی ششدر آنکھیں تھیں..... کہ سعدی کا دل بند ہونے لگا۔ اور ان آنکھوں میں روشنی بھی تھی۔ زندگی کی رمق۔ اور پھر..... سعدی نے دیکھا... لمحوں میں روشنی کی وہ جوت بجھ گئی۔ گارڈ کا جسم ٹھنڈا' نیلا پڑ گیا۔ بے جان' بالکل سرد۔

یہ وہ پہلا قتل تھا جو سعدی یوسف نے کیا تھا۔

اور یہ وہ پہلی رات تھی جب سعدی یوسف نے سعدی یوسف کو کھو دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باقی ان شاء اللہ آئندہ ماہ ـــ (اختتام حصہ دوم)

Nemrah Ahmed: Official
#TeamNAO
Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY